ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

(۲۰) ستھے گھر جو گوالنوں کے لگے گھر سے جا بجا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا سو کھا لیا
جس گھر کو خالی دیکھا اُسی گھر میں جا پھرا
کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

(۲۱) کوٹھی میں ہووے پھر تو اُسی کو ڈھنڈورنا
گولی میں ہو تو اسمیں بھی جا مُنھ کو بورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا
پہونچا نہ ہاتھ تو اُسے مرلی سے پھوڑنا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

(۲۲) گر چوری کرتے آ گئی گوالن کوئی وہاں
اور اُسنے آ پکڑ لیا تو اُس سے بولے یاں
میں تو تیرے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیاں
کھاتا نہیں میں اُسکی نکالے تھا چوٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

(۲۳) گر مارنے کو ہاتھ اُٹھاتی کوئی ذرا
تو اُسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جا بجا
ہر طرح واں سے بھاگ نکلتے اُڑا چھڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنہیا کا بالپن

(۲۴) غصے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
تو اُسکو وہ سروپ دکھاتے تھے مُرلی دھر
جو آپی لاکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر
غصہ وہ اُنکا آن میں جاتا وہیں اُتر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن

کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۵) اُنکو تو دیکھ گوالنیں جی جان پاتی تھیں
گھر میں اِسی بہانے سے اُنکو بلاتی تھیں
ظاہر میں اُنکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھیں
پردے میں سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۶) کہتی تھیں دل میں دودھ جواب ہم چھپائینگے
سیکشن اسی بہانے ہمیں منھ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر میں یہ ماکھن نہ پائینگے
تو اُنکو کیا غرض ہے یہ کاہے کو آئینگے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیا کا بالپن

(۲۷) سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھیں آکے بیر
اب تو تمھارا کانھ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہکو گالیاں اور پھاڑتا ہے چیر
چھوڑے دہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۸) ماتا جسودا اُن کی بہت کرتی منتیاں
اور کانھ کو ڈراتی اُٹھا بن کی سانٹیاں
جب کانھ جی جسودا سے کرتے یہی بیاں
تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہیں جھوٹیاں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۹) ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لیجاتی ہیں
گانی میں اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہیں
سب ناچتی ہیں آپ مجھے بھی نچاتی ہیں
آپ ہی تمھارے پاس یہ فریادی آتی ہیں

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۰)
ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہیں
جاتا ہوں راہ میں تو مجھے چھیڑ جاتی ہیں
آپ ہی سے مجھے رٹھاتی ہیں آپی سناتی ہیں
مارو انہیں یہ مجھکو بہت ستاتی ہیں
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۱)
اک روز منھ میں کانھ نے ماکھن جھکادیا
پوچھا جسودا نے تو وہیں منھ بنا دیا
منھ کھول تین لوک کا عالم دکھادیا
اک آن میں دکھا دیا اور پھر بھلادیا
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۲)
تھے کانھ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ
موہن نولکشور کی تھی سب کے دل میں چاہ
انکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ
ایسا تو بالپن نہ ہوا ہے کسی کا آہ
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

(۲۳)
سب مل کے یارو کشن مراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنج بہاری کی بولو جے
ددھ چور گوپی ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کشن بہاری کی بولو جے
ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

نظم نمبر ۲۰ بانسری

(۱)
جب مرلی دھر نے مرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم پیت بھری اسمیں دھن بھری
لی اسمیں رادھے رادھے کی ہر دم بھری کھری
لہرائی دھن جو اس کی ادھر اور ادھر ذری
سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

(۲)
کتنے تو اس کی سننے سے دُھن ہو گئے دُھنی
کتنوں کی من سے کل گئی ادربیا کلی چُنی
کتنوں کی سدھ بسر گئی جبدم وہ دُھن سُنی
کیا نر سے لے کے ناریاں کیا کوڑھ کیا گُنی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

(۳)
جس آن کانھ جی کو وہ بنسی بجاونی
ہر من کی ہو کے موہنی اور چت لبھاونی
جس کان میں وہ آونی واں سُدھ بھلاونی
لگی جہاں دُھن اُس کی وہ میٹھی سُہاونی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

(۴)
جس دن سے اپنی بنسی وہ سیکشن نے سجی
مُرنے بھلایا آپ کو ناری نے سدھ تجی
اس سانورے بدن پہ نپٹ آن کر سجی
اُنگی اُدھر سے آکے وہ بنسی جدھر بجی

تُرنے

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

(۵)
گوالوں میں نندلال بجاتے وہ جس گھڑی
گلیوں میں جب بجاتے تو وہ اُسکی دُھن بڑی
گوئیں دُھن اُسکی سننے کو رہجاتیں سب کھڑی
لے لے کے اپنی لہر جہاں کان میں پڑی

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

(۶)
بنسی کو مُرلی دھر جی بجاتے گئے جدھر
سنتے ہی اُس کی دھن کی حلاوت ادھر اُدھر
پھیلی وہ دھن اُس کی زور ہر اک دل میں کر اثر
مُنھ چنگ اور نے کی دُھنیں دل سے بھول کر

سب سننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

(۷)
بن میں اگر بجاتے تو واں تھی یہ اُس کی چاہ
کرتی دُھن اُس کی پنچھی بٹوہی کے دل میں راہ

بستی میں جو بجاتے تو کیا شام کیا پگاہ — پڑتے ہی دھن وہ کان میں بلہاری ہو گئے اِدا

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنہیا نے بانسری

(۸) کتنے تو اس کی دھن کے لیے رہتے بے قرار — کتنے لگائے کان ادھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ میں کر رہتے انتظار — آتے جدھر بجاتے ہوئے شیام جی مرار

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنہیا نے بانسری

(۹) موہن کی بانسری کے میں کیا کیا کہوں جتن — لی اس کی من کی موہنی دھن اس کی چت ہرن
اس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بجن — کیا جل پون نظیر پکھیرو و کیا ہرن

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنہیا نے بانسری

نظم نمبر ۲۰۸

لہو و لعب کنہیا

(۱) تعریف کروں میں اب کیا کیا اس مرلی دھر بجیا کی — نت سیوا کنج پھریا کی اور بن بن گؤ چریا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ ہرنا مہر کریا کی — گردھاری سندر شیام برن اور پنڈ جوگی بھیا کی جتیا

یہ لیلا ہے اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

(۲) اک روز خوشی سے گیند تڑی کی موہن جمنا تیر گئے — واں کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہہ کر گوال اور بالن سے
جو گیند تری جا جمنا میں پھر جا کر لاوے جو پھینکے — وہ آپی انتر جا منہ سے تھے کیا انکا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اس نند للن من موہن جسمت چھیا کی

رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

(۳)
واں کشن مدن من موہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی — اور آپی سے جھپ گیند اُٹھا اُس کالی دہ میں ڈال دئی
پھر آپی جھپ سے کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی — سب گوال سکھا حیران رہے پھر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیّا کی

(۴)
یہ بات سنی برج نارن نے تب گھر گھر اُس کی دھوم مچی — نندا ور جسودا آ پہونچی سُدھ بھول کے اپنے تن من کی
آجمنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی — کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے پر بھید نجانے کوئی بھی

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

(۵)
جس دہ میں کُود پڑے من موہن واں آن چھپا تھا اک کالی — سر پانوں سے اُنکے آلپٹا اُس دہ کے بھیتر دیکھتے ہی
پھن مارے پھونچا زور کیے اور پہروں تک واں کشتی کی — پھنکاریں لیں بل تیج کیے پر کشن رہے واں ہنستے ہی

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیّا کی

(۶)
جب کالی نے سوچ کیے پھر ایک کلا واں شیام نے کی — اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکسن لاگا جی
پھر ناتھ لیا اُس کالی کو اک پل بھر بھی نا دیر لگی — وہ وار کیا اور اُستت کی ہر ناگن بھی پھر پانوں پڑی

اتر لکھیا

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

(۷)
اُس دہ میں سُندر شیام برن اُس کالی کو جب ناتھ چکے — لے ناتھ کو اُس کے ہاتھ اپنے ہر پھن کے اوپر نرت گئے
کر اپنے بس میں کالی کو مُسکیا نے مرلی اُدھر دھرے — جب باہر آئے من موہن سب خوش ہو جے جے بول اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نند للن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

(۸) تھے جمنا پر اُسوقت کھڑے وان جتنے آکر نر ناری
دُکھ چِنتا من سے دُور ہوئے آنند کی آئی پھلواری
دیکھ اُنکو سب خوشحال ہوئے جب باہر نکلے نوارِی
سب درشن پاکر شاد ہوئے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نندللن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

(۹) نند اور جسودا کے من میں سُدھ بھولی بسری پھر آئی
سب برج باسن کے ہردے میں آنند خوشی اُسدم چھائی
سُکھ چین ہوئے دُکھ بھول گئی کچھ دان اور پُن کی ٹھہرائی
اُس روز اُنھوں نے یہ بھی نظیرؔ اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نندللن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

نظم نمبر ۲۰۹

شادی کنھیّا

(۱) جہاں میں جسوقت کشن جی کی اوستا سُدھ بُدھ کی پار وآئی
سنبھالا ہوش اور ہوئے سیانے وہ بالپن کی ادا بھلائی
ہوا قد اُنکا کچھ اسطرح سے کہ قُمری جس کی فدا کہائی
نکالیں طرزیں پھر اور ہی کچھ بدن کی سج دھج نئی بنائی
ہوے خوشی نند اپنے من میں بہت ہوئیں خوش جسودا مائی

(۲) جو سُدھ سنبھالی تو کشن کیا کیا لگے پھر اپنی چھبیں دکھانے
جگہ جگہ پر لگے مٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ بچھڑی گوؤں کو ساتھ لے کر لگے خوشی سے بنوں میں جانے
جو دیکھا نند اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوے سیانے
یہ ٹھہری دونوں کے من میں آکر کریں اب انکی کہیں سگائی

(۳) پھر آپ ہی من میں سوچے کہ اُنکی اب ایسی جا ہو نسبت
بڑا ہو گھر در بڑے ہوں ساماں بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
ہمارے گوکل میں ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو اُنکی حرمت
وہ لڑکی جس سے کہ ہو سگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوب صورت
ہیں جیسے ہی سُندر کشور موہن نول دُلارے کنور کنھائی

(۴) کئی جو ناری وہ بوڑھیاں تھیں جسودا جی نے اُنھیں بُلایا
کسی کو ایدھر کسی کو اُودھر سگائی ڈھونڈھن کہیں بھجایا
جو بھید تھا اپنے من کے بھیتر سو اُن سبھوں کے تئیں جتایا
پھریں بہت ڈھونڈھتی وہ ناریں یہ تھا جسودا نے جو سُنایا
نہ دیکھا ویسا گھر اک اُنھوں نے نہ ویسی کوئی دُلاری پائی

(۵) وہ ناریاں جب یونہیں پھر آئیں تو بولی یوں اور ایک ناری
ہے یہ جو برساناں اس میں ہیگی برکھ بھاں کی نول دُلاری
ہیں رادھکا نام اُسکا کہتے بہت ہے سُندر نپٹ پیاری
کہی یہ میں نے تو بات اُن سے اب آگے مرضی جو ہو تُمھاری
کرو سگائی لگن کی اُس جا کہ اِس میں ہیگی بہت بھلائی

(۶) یہ سُن جسودا نے جی میں چپ ہو اُدھر کو ناری کئی بھجائیں
چلیں وہ گوکل سے دل میں خوش ہو وہیں وہ برسانے بیچ آئیں
جہاں وہ گھر کہ بیاں کیا تھا وہ ناریاں سب اُدھر کو دھائیں
اُنھوں نے آدر بہت سا کر کے مندر کے بھیتر وہ سب بٹھائیں
جو بیٹھیں یہ تو لگیں سُنانے اِدھر اُدھر کی بہت بڑائی

(۷) جو کہہ چکیں یہ اِدھر اُدھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی

بڑے ہو تم بھی بڑے ہیں وہ بھی یہ بات ہووے تو خوب ہوگی

(۷) ہے جیسا سُندر اُنھوں کا لڑکا تمھاری سُندر ہے ویسی لڑکی
ادھر بھی دولت اُدھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی
انھوں نے اپنی بہت جتائی پر اُنکے دل میں نہ کچھ سمائی

(۸) جو رادھکا کی وہ ماں تھی کیرت یہ سُنکے باتیں وہ بولی ہنسکر
وہ ایسے کیا ہیں جواب ہمارے، جس اور دولت کے ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سوا ایسے ہینگے ہمارے گھر کے تو کتنے چاکر
ہم اپنی لڑکی اُنھیں نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا بر
کرو ہمارے نہ گھر میں تم یاں اب اُس سگائی کی بات کہائی

(۹) سُنا جب اُن ناریوں نے یہ تو چلیں اُدھر سے وہ شرم کھائیں
بہت ہی من میں ہو سُست اپنے وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں
سُنی جو باتیں تھیں واں اُنھوں نے وہ سب جسودا کو آسنائیں
یہ باتیں سُن کر جسودا من میں بہت خفا ہو بہت لجائیں
سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا مائی سے بن نہ آئی

(۱۰) جب اُس سگائی نہونے سے واں بُرا جسودا نے من میں مانا
تو بھید اُنکا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہے ہر نے جانا
کہا یہ من میں کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب اُدھر دکھانا
بنا کے موہن سروپ نٹ پر ہی خوب برسانے بیچ جانا
گئے وہیں ہر پھر اُس مکان میں اور اپنی بنسی وہ جا بجائی

(۱۱) بجی جو موہن کی بانسری واں تو دُھن کچھ اُسکی عجب ہی نکلی
پڑی وہ جس جس کے کان میں آ اُسے سُدھ اپنے بدن کی بسری

(۱) بُھلائی بنسی نے کچھ تو شدھ بدھ اِدھر جھلک جو سروپ کی تھی
ہر اک طرف کو ہر اک مکاں پر جھلک وہ ہر کی کچھ ایسی جھکی
کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

(۱۲) سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہیں اُدھر کو جو آن نکلی
سروپ دیکھا وہ کشن جی کا اُدھر سے اُنکی سُنی وہ مُرلی
جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں تو ایسی موہن نے موہنی کی
دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ اُن کی صُورت کو دیکھتے ہی
ادھر تو رادھا کے ہوش کھوئے ہر اک سہیلی کی سُدھ بُھلائی

(۱۳) دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل میں نندلالا
پھر اک کلا کی وہ کتنے دن میں کہ رادھا گوری کو ماندا ڈالا
بہت دوائیں اُنھوں نے کیں واں پہ فائدے نے نہ سر نکالا
پھر آپ موہن نے بید بنکر دوا کی تھیلی کو واں سنبھالا
پکارے برسانے بیچ جا کر کہ اچھّی کرتے ہیں ہم دوائی

(۱۴) ادھر تھے ہارے دوائیں کر کے سنی اُنھوں نے جو بات اُنکی
بُلا کے جلدی مندر کے بھیتر دکھائی رادھا جو وہ دُکھی تھی
اُنھوں نے کچھ واں دوا بھی دی اور دکھائے کچھ چھو چھو منتر بھی
پڑھنت کیا تھی وہ اِک کلا تھی ہوئیں وہیں اچھّی رادھکا جی
ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جُھکائی

(۱۵) ہوئیں جو چنگی وہ رادھکا جی تو سب مندر میں خوشی کی برجی
وہ بُرکھ بھان اور سبھی کُٹم کے یہ بات من بیچ آ کے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی اِنسے کریں تو ہوگی یہ بات اچھی

جو رسم ہوتی سگائی کی ہے وہ سب اُنھوں نے خوشی سے کر دی

نظیر کہتے تھے اسطرح سے ہوئی ہے سیکشن کی سگائی

نظم نمبر ۲۱

دسم کتھا

(۱) اے دوستو یہ حال سنو دھیان رکھو ذرا | اور ہر طرف سے دھیان کے تئیں ٹک اِدھر کو لا
چرچا ہے اِس کا واسطے سب کے بہت بھلا | کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا

ہے نام اِس بیان کا یارو دسم کتھا

(۲) شُکھ دیو نے کتھا یہ پرچھیت سے ہے کہی | اُسنے سُنی تو اُسکا ہوا دل بہت خوشی
پھر بھیکم ایک راجہ مندر کی جو مندری تھی | تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سُندر اور بلی

گھر بار اُسکا دولت و حشمت سے بھر رہا

(۳) بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رکم تھا نام | اور رکمنی تھی بیٹی بہت خوب خوش خرام
روپ اور سروپ اُسمیں سے تھے سر پاؤں سے تمام | سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھی خوشخرام

گہنا لباس تن پہ بہت زیبا تھا جھمک رہا

(۴) نارد مُنی اِکدن آئے جہاں پر تھی رُکمنی | اور اُس سے بات اُنھوں نے وہ سیکشن کی کہی
لیلا سُنائیں وہ سبھی روپ اور سروپ کی | جب رکمنی نے خوبی وہ سیکشن کی سُنی

سنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا

(۵) ٹھہری یہ رکمنی کے وہیں دل میں آن کر | برتی جھی میں جاؤں ملے جب وہ مجھکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر | آنکھوں کو اپنی کرنے لگی آنسوؤں سے تر

بیچین دل میں رہنے لگی سب سے ہو خفا

(۶) چھپتی نہیں چھپانے سے ہے صورت جو چاہ کی | سکھیاں سہیلیاں جو تھیں اور لڑکیاں سبھی

دیکھی جو رکمنی کی اُنھوں نے یہ بے کلی | جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگیں اُنھوں کی وہ باتیں بنا بنا

(۷) بولیں وہ سب کرشن تو اوتار ہیں بڑے | جو خوبیاں ہیں اُن میں کہاں تک کوئی کہے
رُوپ اور سروپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے | لیلا ہوئیں ہیں اُن سے جو ہوں کب وہ اور سے
ما دیو کی ہے اُن کی وہ بسدیو جی پتا

(۸) جنمے وہ مدھ پوری میں تو جب آدھی رات تھی | بسدیو اُنکو لے چلے گوکل اُسی گھڑی
جمنا نے اُنکے چھُو کے چرن جلد راہ لی | پہونچے جو گھر میں نند جسودا کے کانھ جی
سب نیگیوں نے نیگ بدھائی کا واں لیا

(۹) بسدیو جی نے بھیجا گرگ پنڈتا کو واں | تو نام اُن کا جا کے وہاں کر بہت دھیاں
شُبھ نام جو کہ ہووے بیاں کر اسے عیاں | گوکل میں آ مصر نے بہت ہو کے شادماں
اُنکا کرشن نام بہت سودھ کر رکھا

(۱۰) تھے بالپن میں جھولتے ہر دم کرشن جی | جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ لیوے جی
اُسنے جو چھاتی زہر بھری اُنکے مُنھ میں دی | مُنھ لگتے ہی اُنھوں نے وہ جان اُسکی کھینچ لی
اُسکے پران کڑھ گئے اور کچھ نہ بس چلا

(۱۱) کاگا سُر آیا دُشٹ لیا اُسکو مار بھی | پھر ترناورت کی بھی ہوا دُور سکے سبھی
سکٹا سُر آیا اُسکی بھی گاڑی اُلٹ ہی دی | آیا سری دھر اُسکی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ دُشٹ آئے سبھوں کو اُلٹ دیا

(۱۲) پھر پائوں چلنے لاگے جو دھرتی پہ نندلال | آئے وہ جنگی گود میں اُن کو کیا نہال
سیانے ہوئے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال | مرلی کی دھن سُنا کے کیا سب کا جی نڈھال
گوئیں چرائیں بن میں وہ بنسی بجا بجا

(۱۳) دھمکا کے گوالنوں سے لیے دُودھ اور دہی | کھانے کھلائے اُنکو جو تھے ساتھ میں سبھی

جب گوالنوں نے آکے جسودا سے یہ کہی　　جھڑکا اُنھوں نے سلنٹے اُٹھا کر جو اُسکھڑی

تِرلوک کھول مُنھ اُنھیں ہر نے دکھا دیا

(۱۴) جملا و ارجن اور وہ دو دیوتا جو تھے　　دو تاڑ بن گئے تھے کسی کے سراپ سے
مُدّت تلک وہ بن میں یوہیں تھے کھڑے ہوئے　　لیلا سے اپنی کشن نے اُس بن میں آن کے

ویسا ہی دیوتا اُنھیں اک پل میں کر دیا

(۱۵) راچھس بہت جو کشن پہ آنے لگے وہاں　　نندا اور جسودا کی لگی دیکھ اُنسے جانےجاں
لے کر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اور کلاں　　اگروہ بندرا بن کے لگے رہنے درمیاں

گوکل کا باس سب نے اُسی دن سے پھر تجا

(۱۶) بے گوال بال جانے لگے شیام من ہرن　　گوئیں لگے چرانے جہاں ہے یہ گوردھن
واں بھی بتاسر آیا بکاسُر بھی نکلا بن　　مارا اور اُسکی چونچ کو چیرا سمیت تن

آیا اگھاسُر　آیا لکھاسُر اُسکے بھی سر کو اُڑا دیا

(۱۷) دکھلائی اپنی ہر نے جو لیلا وہ بچھ ہرن　　دیکھ اُس کو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
ڈھنگ راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکروفن　　مارا اُسے بھی ہر نے جہاں ہے یہ تال بن

کالی کو وہ میں ناتھ کیا نیہ نر ملا

(۱۸) گویں کھڑے چراتے تھے بن میں جو شیام جی　　اُس بن میں ایک دن جو ہیں آگ آن کر لگی
سب گوال بال چھکر ہی گوئیں کھڑی سبھی　　لیلا سے واں بھی ہر نے وہ دیکھ اُنکی بےبسی

اُس آگ سے سبھوں کو لیا آن میں بچا

(۱۹) پھر کی جو لیلا جیسے ہرن ہر نے خوب تر　　سرپٹ نے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
سرپٹ کو واں اُٹھا لیا منسی اُپر اُدھر　　پھر سر دسہیں شیام نے لی ناریاں سندر

مُرلی بجا کے نرت کیا راس کو بنا

(۲۰) مارا وہ سانپ پاؤں پہ لپٹا جو نند کے　　لیں گوپیاں چھوڑا وہیں پھر سنگھ چور سے

ترگا سُر اور کیشی و بھوما سُر آ گئے
اپنے سے مکر ہر سے اُنھوں نے بہت کیے
ہر نے اُنھیں بھی مار کے بھوں پر دیا گرا

(۲۱)
اک روز بندرابن سے لے آئے اُنھیں جو واں
چلنے کو ساتھ اُنکے ہٹیں سب وہ گوپیاں
جمنا میں پھر نہائے جو اک روز شاد ماں
ہر نے دکھائے واں اُنھیں لیلا سے یہ نشاں
جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُنکو جا بجا

(۲۲)
جب بندرابن میں آئے تو دھوبی کو کنس کے
مارا وہیں اور اُسکے لیے چیر جتنے تھے
سوجی سے لے لباس دیے پھر بہت اُسے
چندن جو کبجا لائی تو خوش ہو کے شیام نے
سب کھو دیا جہاں تئیں کبڑاپن اُسکا تھا

(۲۳)
ڈیوڑھی پہ آئے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئیں
رنگ بھوم میں گرا دیا پربل کو بر زمیں
درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سب کہیں
پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر وہیں
سر اُسکا اک اشارے میں تن سے جدا کیا

(۲۴)
پھر آئے واں جہاں تھے وہ بسدیو دیو کی
چرنوں پہ سیس رکھکے بہت سی اسیس لی
یہ باتیں ہر کی سُن کے وہاں رکمنی نے بھی
چاہا یہی کہ دیکھوں میں صورت کرشن کی
بے تاب و بے قرار لگی رہنے سُکھ گنوا

(۲۵)
اُسکو یہ باتیں کشن کی خوش آئی تھیں سبھی
سنتی وہ ساتھیوں سے اُنھیں کو گھڑی گھڑی
ماں باپ رکمنی کے بھی اور چاروں بھائی بھی
بر رکمنی کے ہوں وہی تھے چاہتے یہی
پر وہ رُکم جو تھا سو پسند اُسکو یہ نہ تھا

(۲۶)
رکھتا تھا نام اُسکا تو جد بنس ہے جنم
کاندھے پہ اُسکے کامری رہتی ہی دمبدم
گوئیں چراتا پھرتا ہے بن بن میں رکھ قدم
دولت میں اور ذات میں اُس سے بڑے ہیں ہم
سسپال چندیری کا جو بر ہو تو ہے بھلا

(۲۷)
یہ باتیں واں رکم سے جو سنتی تھی رکمنی
بیکل وہ بہت ہوتی تھی اور دل میں کُڑھتی تھی

جب بیکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی ... اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئیں لکھی
بامن کے ہاتھ دوارکا میں دی دہن بھیجا

(۲۸) بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آ پہونچا راہ سے ... دیکھا تو واں ہیں چیری و چاکر بہت کھڑے
جانے میں تھے مندر کے جو دربان روکتے ... سنکر خبر یہ ہر نے بُلایا وہیں اُسے
پرنام کرکے اونچے مکاں پر بٹھا دیا ~~دیا بٹھا~~

(۲۹) بامن کی منتی کرکے لگے کہنے کشن جی ... تمنے ہمارے حال پہ کرپا بڑی یہ کی
اُسنے زبانی کہکے جو احوال تھا سبھی ... پھر رُکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی
ہر نے پڑھا اُسے تو یہ احوال تھا لکھا

(۳۰) اے برج راج کشن سنو ہر مدن گوپال ... میں درشنوں کی آپ کے مشتاق ہوں کمال
دن رات تمسے ملنے کو رہتی ہوں میں نڈھال ... درشن سے اپنے مجھکو بھی آکر کرو نہال
سب دھیان میں تُمھارے ہی رہتا ہے من لگا

(۳۱) سیپال بیاہنے کو مرے اب تو آتا ہے ... سب راجے اور ساتھ جراسند لاتا ہے
یہ غم تو میرے دل کو نہایت ستاتا ہے ... اِس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بتھا

(۳۲) اے کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی ... اپنے چرن سے لاج رکھو میری اس گھڑی
ہر نے وہ چٹھی پڑھکے منگا رتھ وہ جگمگی ... ہوکر سوار جلد چلے واں سے کشن جی
بامن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ میں لیا بٹھا

(۳۳) سیپال اسمیں آن کے پہونچا شتاب واں ... اگوانی ~~سبھ~~ اُس کے لینے کو بھیکم گیا دُواں
باجے مندیلے گھر میں لگیں گانے ناریاں ... آنکھوں سے رُکمنی کے وہ آنسو ہوے رواں
سُندر کا مُنھ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا

(۳۴) جوں جوں وہ ہر کے آنے میں واں دیر ہوتی تھی ... کوٹھے پہ اپنے رُکمنی واں چڑھکے روتی تھی

تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی ۔ بیکل کیطرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
کچھ رُکمنی سے رونے سوا بن نہ آتا تھا

(۳۵) کہتی تھی کیوں یہ کشن مراری نے دیر کی ۔ موہن نول کشور بہاری نے دیر کی
برجراج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی ۔ یا چاہ بے اثر یہ ہماری نے دیر کی
بامن جو میں نے بھیجا تھا وہ بھی نہیں پھرا

(۳۶) اس میں مکند پُرسکے جو ہر آئے عنقریب ۔ جھلکے کلس وہ رتھ کے ہوئی روشنی عجیب
خوش رُکمنی کا جی ہوا جوں گل سے عندلیب ۔ بولی خوشی ہو من میں کہ جاگے مرے نصیب
بامن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سُنا

(۳۷) بن ٹھن کے جب خوشی سے وہ پوجا کے تئیں چلی ۔ ساتھ اُسکے ناریاں چلیں گاتی بہت خوشی
سُندر کی جاتی پانؤں کی پائل جو باجتی ۔ رُوپ اور سروپ اُسکا بیاں کیا کرے کوئی
پہونچی خوشی سے واں جہاں تھی پوجنے کی جا

(۳۸) جس جس کو پوجا واں یہی اُسنے کیا بیاں ۔ کرپا کرو جو مجھکو ملیں برج راج یہاں
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہوں میں نیمجاں ۔ جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری ہاں
ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا

(۳۹) جب دیوی دیوتا کی وہ پرکرما دے چکی ۔ سُندر دلاری آگے کو چل کر ٹھٹک رہی
اسواسطے کہیں سبھے درشن دیں کشن جی ۔ تو دیکھ وہ سروپ مری ہووے زندگی
بچ جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا

پرکرما

(۴۰) سندر نویلے روپ کا میں کیا کروں بیان ۔ مکھڑا یوں جھمک رہا تھا کہ جوں ماہ آسماں
پوشاک بھی بدن پہ چمکتی تھی زرفشاں ۔ سربانوں سے بھرے تھے وہ گندے کے درمیاں
کیا وصف اُسکا ہوسکے زیب و نگار کا

(۴۱) دیکھا مکند پُرکے جو لوگوں نے ہر کو واں ۔ سب درشن اُنکے پاکے ہوے جی میں شادماں

آپس میں سب وہ کہتے تھے نر اور ناریاں
بر رُکمنی کے یہ ہوں تو ہر من کو سُکھ ہو یاں
ہر دم اسی مراد کی مانگیں تھے سب دعا
ز تحقین

(۴۲)
بھیکم جو ہر کے لینے کو آیا بہت خوشی
درشن جو ہر کے پائے تو منتی بہت سی کی
اتنے میں رُکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی
درشن جو پائے آگیا واں اُسکے جی میں جی
ہر نے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ میں واں بٹھا

(۴۳)
سپال اپنے لیکے کٹک آگیا وہاں
ہاں اُسکی ہر نے کاٹ بھگایا اُسے نداں
آیا رُکم جو بان دھنک لیکے اور سناں
اُسکو بھی ہر نے باندھ لیا کاٹ اُسکی باہ
منتی سے رُکمنی نے دیا اُسکا جی چھٹا

(۴۴)
سپال کا بھی ہر نے دیا پل میں گربھ کھو
جو تھا غرور اُسکا سو سب ڈالا دم میں دھو
آیا رُکم بلی جو بہت کر کے گربھ کو
بالوں سے اُسکے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو
سچ کہتے ہیں کہ گربھ ہے جگ میں بہت بُرا

(۴۵)
جب رُکمنی سے کہنے لگے ہنس کے واں یہ ہر
سپال کو گربھ نے کیا سب میں خوار تر
کھویا رُکم کو اور جراسندھ کو اُدھر
آئے تھے جس گربھ سے وہ لڑنے کو اب ادھر
آخر اُسی گربھ نے دیا اُنکا سر جھکا

(۴۶)
سپال اور رُکم کا ہوا جب یہ حال واں
بلدیو جی نے اُنکے کٹک سب بھگائے واں
لے رُکمنی کو ہر ہوئے پھر دوارکا رواں
جب آن پہونچے خوش ہوئے سب نر و ناریاں
دیکھا جمال اُنکا تو پایا بہت بھلا

(۴۷)
پھر دیو کی جو آئیں بہت ہو کے خوش اُدھر
پانی پیا اُنھوں نے وہیں ہر پہ وار کر
سب ناریاں بھی آن کے بیٹھیں اِدھر اُدھر
جتنا صحن تھا گھر کا رہا سب وہ اُنسے بھر
شادی کے باجے بجنے لگے شور غل مچا

(۴۸)
سب دوارکا میں دھوم یہ شادی کی مچ گئی
باجے مجیرے طبلے دمامے بھی اور تری

در پر براتیوں کی بہت بھیڑ آ لگی ‏ سو بھاسے دوار پر وہ بندھن وار بھی بندھی

پنڈت بلا سگن سے وہ پھیرے دیئے پھرا

(۳۴) بیٹھے تھے دوار کا کے وہاں خرد اور کبیر ‏ ہوتے تھے راگ رنگ خوشی تھے جوان و پیر

سامان تھے ہزاروں ہی شادی کے دلپذیر ‏ جو خوبیاں ہوئیں سو وہ کیا کیا کہے نظیر

اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا ‏ نہ بیاہ بلا ہو

نظم نمبر ۲۱۱

ہر کی تعریف میں

(۱) میں کیا کیا وصف کہوں یارو اُس شیام برن اوتاری کے ‏ سری کشن کنھیا مُرلی دھر من موہن کنج بہاری کے

گوپال منوہر سانولیا گھنشام اٹل بنواری کے ‏ نندلال دُلارے سُندر چھب برج چند مُکٹ جھلکاری کے

کر دُھوم لُٹیا دہ ماکھن، رنچھوڑ نول گردھاری کے ‏ بن کنج پھریا راس رچن سُکھ دائی کانھ مراری کے

ہر آن دکھیّا روپ نئے ہر لیلا نیاری نیاری کے ‏ پت لاج رکھیا دُکھ بھنجن ہر بھگتی بھگتا دھاری کے

نت ہر بھج ہر بھج رے بابا جو ہر سے دھیان لگاتے ہیں

وہ ہر کی آسا رکھتے ہیں ہر اُن کی آس پُجاتے ہیں

(۲) جو بھگتی ہیں سو اُن کو تو نت ہر کا نانو سہاتا ہے ‏ جس گیان میں ہر سے نیہ بڑھے وہ گیان انہیں خوش آتا ہے

نت من میں ہر ہر بھجتے ہیں ہر بھجنا انکو بھاتا ہے ‏ سُکھ من میں اُنکے لاتا ہے دُکھ اُنکے جی سے جاتا ہے

من اُنکا اپنے سینے میں دن رات بھجن ٹھہراتا ہے ‏ ہر نام کی سُمرن کرتے ہیں سُکھ چین اُنہیں دکھلاتا ہے

جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ اُنکا من بہلاتا ہے ‏ دل اُنکا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے

ہر نام کے جپنے سے من کو خوش نیہ جتن سے رکھتے ہیں

نت بھگتا جتن میں رہتے ہیں اور کام بھجن سے رکھتے ہیں

(۳) جو من میں اپنے نشچہ کر ہیں دوارے ہر کے آن پڑے ‏ ہر وقت مگن ہر آن خوشی کچھ نہیں من میں جنجال لائے

ہر نام بھجن کی پروا ہے اور کام اسی سے ہیں رکھتے
کچھ دھیان نہ ادھر ادھر کا ہر آسا پر ہیں من دھرتے
کچھ آن اٹک جب پڑتی ہے من بیچ نہیں چنتا کرتے
ہے من میں ہر کی یاد لگی ہر سمرن میں خوش ہیں رہتے
جس کام سے ہر کا دھیان رہے ہیں کام وہی ہر دم کرتے
نِت آس لگائے رہتے ہیں من بھیتر ہر کی کرپا سے

ہر کارج میں ہر کرپا سے وہ من میں بات نہارت ہیں
من موہن اپنی کرپا سے نت اُنکے کاج سنوارت ہیں

(۴)
سی کشن کی جو جو کرپا ہیں کب مجھ سے اُنکی ہو گنتی
مذکور کروں جس کرپا کا دِیہ میں نے ہے اس بھانت سُنی
تھی نرسی کی اُس نگری میں دوکان بڑی صرافی کی
تھا روپ گھنا اور فرش بچھا پرتیت بہت اور ساکھ بڑی
ہیں جتنی اُنکی کرپائیں اک یہ بھی کرپا ہے اُنکی
جو اِک بستی ہے جوناگڑھ واں رہتے تھے مہتا نرسی
بیوپار بڑا صرافی کا تھا بستا لیکھن اور بہی
تھے ملتے جُلتے ہر اِک سے اور لوگ تھے اُنسے بہت خوشی

کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیاں دیکھا کرتے تھے
جو لین اور دین کی باتیں ہیں نت اُنکا لیکھا کرتے تھے

(۵)
دن کتنے میں پھر نرسی کا سی کشن چرن سے دھیان لگا
سب کاج بسارے کام تجے ہر ناؤں بھجن سے من لاگا
تھا جو کچھ دکاں بیچ رکھا وہ درب جمع اور پونجی کا
ہو بیٹھے ہر کے دوارے پر سب بیت کٹم سے ہاتھ اُٹھا
جب بھگتی ہر کے کہلائے سب لیکھا جوکھا بھول گیا
جا بیٹھے سادھوا اور سنتوں میں نت سنتے رہتے کشن کتھا
مدھ پیم کے ہو کر متوالے سب سادھوں کو ہر ناؤں دیا
سب چھوڑ بکھیڑے دنیا کے نِت ہر سمرن کا دھیان لگا

ہر سمرن سے جب دھیان لگا پھر اور کسی کا دھیان کہاں
جب چاہت گی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دوکان کہاں

(۶)
کیا کام کسی سے اُس من کو جس من کو ہر کی آس لگی
سکھ چین سے ہر کے دوارے پر سنتوکھ ملا آنند ہوئی
نے کپڑے لتے کی پروا نہ چنتا لٹیا تھالی کی
وہ دھن جتنی لیں اور دین کی تھی سب من کو بھولی اور بسری
پھر یاد کسی کی کیا اُسکو جس من نے ہر کی سُمرن کی
بیوپار ہوا جب چاہت کا پھر کیسی لیکھن اور بہی
جب من کو ہر کی پیت ہوئی پھر اور رہی کچھ پریت نئی
نت دھیان لگا ہر کرپا نے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی من میں ہر کی پیت بھری اور تھیلے کر توڑتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے

خالی

(۷)
نت من میں ہر کی آس دھرے خوش رہتے تھے واں نرسی جی
اور بیٹی کے گھر جب شادی واں ٹھہری بالک ہونے کی
مل بیٹھیں گھر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سنٹھورے کی ٹھہری

اک بیٹی آنکھ جنمی تھی سو دور کہیں وہ بیاہی تھی
تب آئیں ادھر ادھر سے سب ناریاں اسکے کنبے کی
سب ناچیں گائیں آپسمیں ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ چمک جھمک تھی ابرن کی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک منھ دکھلاتا ہے
تب بالک اسکی چھوچھک کا ننھیال سے بھی کچھ جاتا ہے

(۸)
واں ناریاں جتنی بیٹھیں تھیں سمدھیانے میں آ نرسی کے
کچھ ریت نہیں آئی ابتک نے آلی تمہارے میکے سے
تب بولی بیٹی نرسی کی ان ناریوں کے آگے آگے
وہ بولیں کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا انکو لکھیے

جب نرسی کی واں بیٹی سے یہ بولیں ہنسکر طعنہ دے
اور دل میں تھیں یہ جانتی سب وہ کیا ہیں اور کیا بھیجینگے
وہ بھگتی ہیں بیراگی ہیں جو گھر میں تھا سو کھو بیٹھے
کچھ انکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے

جو چٹھی میں لکھ بھیجوں گی وہ بانچ اسے پچتا وینگے
اک ڈمری انکے پاس نہیں وہ چھوچھک کیا بھجواوینگے

(۹)
ان ناریوں کو تو کرنی تھی اسوقت ہنسی واں نرسی کی
سامان ہیں جتنے چھوچھک کے سب بھیجو چٹھی پڑھتے ہی
کچھ جٹھ جٹھانی کا کہنا کچھ باتیں ساس اور نندوں کی
تھی ایک ٹہلنی گھر کی جو سب بولیں تو بھی کچھ کہتی

بلوا کے لکھیا جلدی سے یہ بات انھوں نے لکھوادی
وہ چیزیں اتنی لکھوائیں بن آئیں نہ انسے ایک کبھی
کچھ دیورانی کی بات لکھی کچھ انکے جو جو تھے نیگی
وہ بولی ان سے ہنسکر واں سنگواؤں کیا میں پتھر جی

وہ لکھنا کیا تھا واں لوگو من چہل ہنسی پر دھرنا تھا
ان چیزوں کے لکھ بھیجنے سے شرمندہ انکو کرنا تھا

(۱۰)
جب چٹھی نرسی پاس گئی تب بانچتے ہی گھبرا گئے

الجھائے من میں اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے

یہ ایک نہیں بن آتا ہے ہیں جو جو چھٹی بیچ لکھے
وہ بھیجے اتنی چیزوں کو یاں کچھ بھی ہو مقدور جسے
اسوقت بڑی لاچاری ہے کچھ بن نہیں آتا کیا کیجے
ہے یہ تو کام کٹھن اسدم واں کیونکر میری لاج رہے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہیں اس آن بھلا کس سے کہیے
پھر دھیان لگا ہر آسا پر اور من کو دھیرج اپنے دے

وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھ اُسپر بے وسواس چلے
ساماں کچھ اُنکے پاس نہ تھا رکھ شیام کی من میں آس چلے

(۱۱)
ہر نام بھروسا رکھ من میں چل نکلے واں سے جب نرسی
تھی سر پر میلی سی پگڑی اور چولی جامے کی مسکی
تھے جاتے رستے بیچ چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
واں اتنا کچھ ہے لکھ بھیجا میں فکر کروں اب کس کس کی
گو پلّے میں کچھ چیز نہ تھی پر من میں ہر کی آسا تھی
کچھ ظاہر میں اسباب نہ تھا کچھ صورت بھی لجیائی سی
کچھ اسدم میرے پاس نہیں واں چاہیں چیزیں بہتیری
جو دھیان میں اپنے لاتے تھے کچھ بات نہیں بن آتی تھی

جب اُس نگری میں جا پہونچے سب بولے نرسی آئے ہیں
اور لانے کی جو بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہیں

(۱۲)
کوئی بات نہ آیا پوچھنے کو جب جا کے دیکھا نرسی کو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
دو ہنس ہنس اپنے ہاتھوں سے یاں دینا ہے اب جس جس کو
تھا پاس ہمارے کیا بیٹی اب لانے کی کچھ مت پوچھو
اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ پاس نہ دیکھا اُنکے تو
جو چھوچھک کے سامان کیے سب گھر میں جلدی پہنچا دو
یہ بولے تب اُس بیٹی سے ہر کرپا اوپر دھیان دھرو
کچھ دھیان جو لانے کا ہووے سیکشن کہو سیکشن کہو

اس آن جو ہر نے چاہا ہے اک پل میں ٹھاٹھ بناوینگے
ہے جو جو یاں سے لکھ بھیجا اک آن میں سب بھجواوینگے

(۱۳)
سیکشن بھروسے جب نرسی یہ بات جو من سے کہہ بیٹھے
کچھ چھکڑوں میں اسباب کسے کچھ بھینسوں پر کچھ اونٹ لدے
کل کپڑوں پر انبار ہوئے اور ڈھیر کناری گوٹوں کے
تھا نیگ میں دینا ایک جسے سو اُسکو بیس اور تیس دیے
کیا دیکھتے ہیں واں آتے ہی سب ٹھاٹھ وہ اُسجا آ پہونچے
تھے ہنسلی کھڑوے سونے کے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے
کچھ گہنے جھمکے چار طرف کچھ چمکی چیر جھلا جھل ہے
اب واہ وا کی اک دھوم مچی اور شور اہا ہا کے ٹھہرے

تھی وہ جو ٹہلنی اُسکی ماں وہ بھولی جبدم دھیان پڑی
سو اُسکے لیے پھر اوپر سے اک سونے کی سِل آن پڑی

(۱۴) واں جبدم ہر کی کرپا نے یوں نرسی کی تب لاج رکھی — اُس نگری بھیتر گھر گھر میں تب نرسی کی تعریف ہوئی
بہتیرے آدرماں ہوئے اور نام بڑائی کی ٹھہری — جو لکھ بھیجی تھی طعنے سے ہر مایا سے وہ سانچ ہوئی
سب لوگ کٹم کے شاد ہوئے خوشوقت ہوئی پھر بیٹی بھی — وہ نیگی بھی خوشحال ہوئے تعریفیں کر کر نرسی کی
واں لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوار اوپر بھیڑ لگی — یہ ٹھاٹھ جو دیکھے چھوچھک کے سب بستی بھیتر دھوم پڑی

جو ہر سے کام رکھیں اُنکا پھر پورا کیونکر کام نہو
جو ہر دم ہر کا نام بھجیں پھر کیونکر ہر کا نام نہو

(۱۵) سیکشن نے واں جب مہر کی سب نرسی کے من کی آشا — اک پل میں کر دی دور سبھی جو اُنکے من کی تھی چنتا
یہ ایسی چھوچھک لیجاتے سو اُنمیں تھا مقدور یہ کیا — یہ آدرمان وہاں پاتے یہ اُنسے کب ہو سکتا تھا
جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک نہ اُنسے بن آتا — یہ اتنی جسکی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا
یہ کرپا اُنپر ہوتی ہے جو رکھتے ہیں ہر کی آسا — ہر کرپا کا جو وصف کہوں وہ باتیں ہیں سب ٹھیک بجا

ہیں شاد نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کے نت بلہاری ہیں
سیکشن کہو سیکشن کہو سیکشن بڑے اوتاری ہیں

نظم نمبر ۲۱۲

بیان سیکشن و نرسی اوتار

(۱) دنیا کے شہروں میں میاں جس جس جگہ بازار ہیں — کس کس طرح کے ہیں ہنر کس کس طرح کے کار ہیں
کتنے اسی بازار میں زر کے ہی پیشہ دار ہیں — بیٹھے ہیں کر کر کوٹھیاں زر کے لگے انبار ہیں

سب لوگ کہتے ہیں انھیں یہ سیٹھ ساہوکار ہیں

(۲) ہیں فرش کوٹھی میں بچھے تکیے لگے ہیں زرفشاں — بہیاں کھلی ہیں سامنے لکھتے ہیں کھی کارداں

کچھ پٹھ پچھ کچھ پربیٹھ کی آتی ہیں باتیں درمیاں
لاکھوں کی لکھتے درشنی سوسیکڑوں کی ہنڈیاں

کیا کیا متی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہیں

(۳)
کچھ مُول کا مذکور ہے کچھ بیاج کا ہے ٹھک ٹھکا
پھیلا وہیں گھر بیچ کے بیجک کا چرچا ہو رہا
دلال ہُنڈی پیٹھ کے بامن بھی پر سکھے سُدھ سوا
اڑت بٹھاتے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جابجا

کچھ رکھنے والے کے پتے کچھ جوگ کے اقرار ہیں

(۴)
تھوڑی سی پونجی جنکی ہے بیٹھیں ہیں وہ بھی مل کے یاں
ادھر ٹکے ونش بینی کے اُدھر دھری ہیں کوڑیاں
اور جو ہیں حد ٹٹ پونجیے وہ کوڑیوں کی تھیلیاں
کاندھوں پہ رکھ جاتے ہیں واں لگتی جہاں ہیں گدڑیاں

دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں اور بستار ہیں

(۵)
ہے یہ جو صرافہ میاں ہیں انہیں کتنے اور بھی
ہت کے پرکھے کا درب چاہت کی چوکھی اشرفی
جو گیانی دھیانی ہیں بڑے کہتے اُنھیں کو سیٹھ جی
دھن دھیاں کے کل ڈھیر ہیں کوٹھی بڑی ہے کوٹھی بڑی

من کی پریم اور پیت کا کرتے سدا بیوپار ہیں۔

(۶)
ہیں روپ درشن آس کے چلکے رو پے من میں بھرے
ہنڈی لکھیں اُس ساہ کو جاتے ہی جو پل میں سپے
لیکھن سے لیکھا چاہ کا چت کی سرت سے لکھ رہے
جس جوگ میں ہے من لگا اُس باسکی بسنی بجھے

تت پیم کی ہوں بیچ میں بہیاں دھریں دو چار ہیں

(۷)
بیجک لگاتے ہیں جہاں دھوکا نہیں پڑتا ذرا
جس بات کی مدیں لکھیں وہ ٹھیک پڑتی ہیں سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا
حاجت تقاضے کی نہیں لینا سب آتا ہے چلا

جو بات کرنے جوگ ہے اُس میں بڑے ہشیار ہیں

(۸)
رہتے ہیں خوش جی میں سدا دلگیر کچھ رہتے نہیں
بیوپار کرتے ہیں بڑے ہر آن رہتے ہیں وہیں
جھگڑا نہیں کرتے ذرا غصہ نہیں ہوتے کہیں
مت کی سُنی سے من لگا سُکھ چین ہے جی کے تئیں

کھوٹے نفت سے کام کیا اُنکے کھرے ہنکار ہیں

(۹)
کرتے ہیں نت اُس کام کو جو نہ ہے سمایا گیان میں
جو دھیاں ہے مس مین بندھا رہتے ہیں خوش اُس دھیان میں

بندیھ کا پیسا ٹکا رکھتے نہیں دوکان میں
نت من کی سمرن سادہ کر ہر وقت میں ہر آن میں
جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے نار ہیں

(۱۰)
جس من ہرن محبوب سے من کی لگائی چاہ ہے
سب لیں کی اور دین کی اُن کو اُسی سے راہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکھا اُس سے وہی آگاہ ہے
اُنکو اُسی سے ساکھ ہے اُنکی وہی اک راہ ہے
کوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی بیوپار ہیں

(۱۱)
اس بھید کا اے دوستو اس بات میں دیکھو پتا
تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
محفوظ تھے خوشحال تھے دوکان میں زر تھا بھرا
سیکشن جی کے دھیان میں رہتا تھا اُنکا من لگا
سُن لو یہ اُنکی پیت اور پرتیت کے ابکار ہیں

(۱۲)
جوں جوں بڑھا ہردے میں مت مدھ پیم کا پیالا پیا
پیسا ٹکا جو پاس تھا سب سادھ سنتوں کو دیا
سب کچھ تجا ہر دھیان میں اور نام ہر کا لے لیا
نت داس ہت سے لے بھی ہر کا بھجن ہر دم کیا
ہر گھٹ سکیے سب دیھ پر جو نیہ کے آثار ہیں

(۱۳)
سب تج دیا ہر دھیان میں یہ پیت کا ٹھہرا جتن
کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال میں رہتے مگن
نرسی کی پرسی ہو گئی دے کر مدن موہن کو من
چاہت میں سانول ساہ کی اپنا بُھلایا تن بدن
سب بھگت باتیں ساتھ لیں جو اشٹ میں درکار ہیں

(۱۴)
دن رات کی مالا پھری سیکشن جی سیکشن جی
ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سیکشن جی سیکشن جی
کہتا سدا سینے میں جی سیکشن جی سیکشن جی
جاتے جہاں کہتے یہی سیکشن جی سیکشن جی
جو پیم کے پورے ہوے اُنکے یہی اطوار ہیں

۱۵
کہتے ہیں یوں اک دیس میں رہتے جو کتنے سادہ تھے
وہ درشنوں کے واسطے جب دوار کا جی کو چلے
آ پہونچے اس نگری میں جب نرسی جہاں تھے ہٹ بھرے
اُترے خوشی سے آن کر اور واں کئی دن تک رہے
پوجا بھجن کرنے لگے سادھواں کے جو اطوار ہیں

(۱۶)
وہ سادہ جو اترے تھے واں کچھ تھے روپے انکے کنے
چاہا اُنھوں نے درشنی ہُنڈی لکھالیں سیٹھ سے

لیویں روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا میں پہونچ کے
کارج سنواریں دھرم کے جو نیکنامی واں ملے
کرتے ہیں کارج پیم کے جا کے جو اُس دربار میں

(۱۷)
لوگوں سے جب اس بات کا سادھوؤں نے واں چرچا کیا
اور پھر کسی سے اُس گھڑی گھر پوچھا ساہوکار کا
اُس چھوٹی نگری میں بڑا نرسی کا یہ بیوپار تھا
سو کشن جی کی چاہ میں بیٹھے تھے سب اپنا گنوا
مفلس سے کب وہ کام ہوں کرتے جو ابؔ زردار ہیں

(۱۸)
کتنے جو ٹھٹے باز تھے جس دم اُنھوں نے یہ سُنا
دل میں ہنسی کی راہ سے سادھوؤں سے یوں جا کر کہا
اک نرسی مہتا ہیں بڑے صراف یاں کے واہ وا
تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے اُنکے لکھا
ہے ساکھ اُنکی یاں بڑی جتنے یہ ساہوکار ہیں

(۱۹)
وہ سادھ کیا جانے کہ یاں یہ کرتے ہیں ہم سے ہنسی
لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جب دل کی وہ بات اپنے کہی
لکھ دو ہمیں کرپا سے تم اسوقت ہنڈی درشنی
ہم دوارکا کو آج کل جلدی سے چلنے ہار ہیں

(۲۰)
نرسی نے یوں سنکر کہا میں تو غریب ادنی ہوں جی
سادھو مری دوکان تو مدت سے ہے خالی پڑی
نے ہے مری آڑت کہیں نے میت میرا ہے کوئی
ہے پاس میرے لیکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی
یہ بات واں کیجے جہاں نت ہنڈیاں ہر بار ہیں

(۲۱)
جا کر لکھاؤ اور سے پرتیت سادھو کیا مری
ہے میرے پڑ رہنے کو یاں ٹوٹی سی اب اک جھونپڑی
تن پر مرے کپڑا نہیں نے گھر میں تھالی کر چھلی
میں تو نری خبطی سا ہوں کیا ساکھ میری بات کی
سب نانوں دھرتے ہیں مجھے جو میرے ناتے دار ہیں

(۲۲)
یہ بات سُنکر سادھ واں نرسی سے بولے اُس گھڑی
لکھ دو اُنھیں کے جوگ تم ہمکو یہ ہنڈی درشنی
کر یاد سانول ساہ کی نرسی نے واں ہنڈی لکھی
سادھوں نے ہنڈی لیکے واں سے دوارکا کی راہ لی
کہتے چلے لینے روپے اب واں تو بے تکرار ہیں

(۲۳)
لوگوں نے جانا اب بہت نرسی کی خواری ہوویگی
لکھ دی اُنھوں نے اب جو یاں کا ہے کو یہ ہنڈی بچی

یہ دُوار کا سے سادھویاں آوینگے پھر کر جس گھڑی ۔ پکڑینگے اُن کو آن کر لوگوں میں ہووےگی ہنسی

کھوتے ہیں پت انسان کی جھوٹے جو کاروبار ہیں

(۲۴) نرسی نے وہ لیکر روپے رکھ دھیان ہرکی آس کا ۔ تھے جتنے سادھو اور سنت سب کے واں لیا اُسدم بلا

پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا ۔ سب کو کھلایا کتنے دن اور سب غریبوں سے کہا

من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہیں

(۲۵) برفی جلیبی مُگد سب کو وہاں برتا دیے ۔ جب سوچ آیا من میں یوں ہوتا ہے کیا اب دیکھیے

وہ سادھو ہنڈی درشنی لے دوار کا میں جب گئے ۔ کوٹھی کو سانول ساہ کی واں ڈھونڈتے ہر جا پھرے

ہم جن کو ہیں یاں ڈھونڈتے یاں وہ نہیں زنہار ہیں

(۲۶) بے آس ہو کر جس گھڑی وہ سادھو بیٹھے سر جھکا ۔ اتنے میں دیکھا دور سے اک رتھ ہے واں آتا چلا

کلسی جھمکتی جگمگا چھتری سُنہری خوشنما ۔ اِک شخص بیٹھا اُسمیں ہے سانول برن موہن ادا

رتھ کی جھلک سے اُسکی واں روشن عجب انوار ہیں

(۲۷) وہ سادھو دیکھ اُس ٹھاٹھ کو کچھ من میں گھبرا سے گئے ۔ جلدی اُٹھے اور سامنے رتھ کے ہوئے آکر کھڑے

پوچھا اُنھوں نے کون ہو تب سادھو یوں کہنے لگے ۔ "نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جوگ سانول ساہ کے

سو ہمکو وہ ملتے نہیں اب ہم بہت ناچار ہیں"

(۲۸) یہ کہہ کے ہنڈی درشنی جسدم اُنھوں نے دی دکھا ۔ سیکشن جی نے پیار سے ہر حرف ہُنڈی کا پڑھا

جتنے روپے تھے واں لکھے وہ سب دیئے اُنکو دلا ۔ وہ خوش ہوئے جب کشن نے یوں ہنسکے سادھوں سے کہا

یہ اب جنھوں نے ہے لکھی ہم اُنسے رکھتے پیار ہیں

(۲۹) اب جو ملوگے اُنسے تم کہیو ہماری اور سے ۔ جو تھے روپے تمنے لکھے وہ ہمنے سب اُنکو دیئے

یہ کام کیا تمنے کیا تھوڑے روپے جواب لکھے ۔ آگے کو اب سمجھو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے

لاکھوں لکھوگے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں ۔ نظیار ۔ ۔

(۳۰) وہ سادھو لے اپنے روپے پھر شہر کے بھیتر گئے ۔ کارج جو کرنے تھے اُنھیں من ملتے وہ سب کئے

پھر دوارکا سے چل کے وہ نرسی کی نگری میں گئے
نرسی سے لوگوں نے کہا نرسی بہت دل میں ڈرے
دوں گا کہاں سے میں روپی یہ تو بہت کے بھار ہیں

(۳۱) جب ساہ دھر ملنے کو گئے نرسی وہیں پچھنے لگے
وہ منتیاں کرنے لگے اور پانوں نرسی کے چھوے
پرشاد لائے اور روپی کچھ روبرو اُنکے دھرے
اور جو سند لیسا تھا دیا اب وہ بچن اُنسے کہے
نرسی نے جانا کشن کی کرپا کے یہ اسرار ہیں

(۳۲) سن میں جو نرسی خوش ہوئے سب ساہ دھیوں کہنے لگے
سب ہنسے بھر پائے روپی اور ہر کے درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہر نے کہا ہے آپ سے"
نرسی یہ بولے اُن سوا اب کس سے ہو کر پاسکے
جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہیں"

(۳۳) نرسی کی ساںول ساہ نے جب اس طرح کی پت رکھی
اور یوں کہا آگے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی
بلہاری نرسی ہو گئے سیکشن نے کرپا یہ کی
جسکو نظیر ایسوں کی ہے جی جان سے چاہت لگی
وہ سب طرح ہر حال میں اُسکے بناہن ہار ہیں

نظم نمبر ۲۱۳ بلدیو جی کا میلا

(۱) کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے
ناتھ ہے اور کہیں وہ چیلا ہے
موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے
بھیڑ انبوہ ہے اکیلا ہے
شہری قصباتی اور گنویلا ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتوں کلا ریلا ہے
رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۲) ہے کہیں یار اور کہیں اغیار
کہیں عاشق ہے اور کہیں دلدار
کہیں بستی ہے اور کہیں گلزار
کہیں جنگل ہے اور کہیں بازار
وہی بھگتی ہے۔ اور وہی اوتار
اُسکی لیلائیں کس سے ہوں اظہار

آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار
آپ کہتا ہے یوں پکار پکار

رنگ ہے، رُوپ ہے، جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۳)
ہے کہیں رام اور کہیں لچھمن
کہیں کچھ مچھ ہے اور کہیں راون
کہیں بارا کہیں مدن موہن
کہیں بلدیو اور کہیں سیکشن
سب سروپوں میں ہیں اُسی کے جتن
کہیں نرسنگھ ہے وہ نارائن
کہیں نکلا ہے سیر کو بن بن
کہیں کہتا پھرے ہے یوں بن بن

رنگ ہے، رُوپ ہے، جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۴)
آج میلے کا یاں جو ہے سامان
آئے ہیں دُور دُور سے انسان
کوئی درشن کو ئی دعا یئں مان
سب کی ہوتی ہیں مشکلیں آسان
ہر طرف کھل رہے گل وریحان
ہار بدّھی مٹھائی اور پکوان
بھیڑ انبوہ غل دُکان دُکان
اور یہی شور ہر گھڑی ہر آن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۵)
ہر طرف حُسن کی پُکاریں ہیں
دلربا سو برن سنواریں ہیں
اک طرف نوبتیں جھنگاریں ہیں
جھانجھ مردنگ راس دھاریں ہیں
سیر ہے دید ہے بہاریں ہیں
کر کے سج دھج یہی پکاریں ہیں
کہیں عاشق نظارے ماریں ہیں
سو نگاہوں کی جیت ہاریں ہیں

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۶)

اتنے لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہیں آ
سے کے مندر سے دو دو کوس لگا
ہیں ہزاروں بساطی اور سودا
بھیڑ انبوہ اور دھرم دھکا

جو کہ تِل دھرنے کی نہیں ہے جا
باغ و بن بھر رہے ہیں سب ہر جا
لاکھوں بکتے ہیں گہنے اور مالا
جس طرف دیکھیے اہا ہا ہا!

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۷)

بسکہ اُمڈے ہیں خلقتوں کے دل
چوک بازار فوج اور دنگل
کوئی انبوہ میں رہا ہے کچل
کتنے کرتے ہیں جست کود اُچھل

جا بجا بھر رہے ہیں جبر جنگل
جنگلوں میں ہیں مچ رہے منگل
کوئی دھکوں میں کر رہا ہے دل
کتنے کرتے ہیں شور چھل چھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۸)

ہیں ہزاروں ہی جنس کے ہٹّے
پیڑے لڈّو جلیبی اور گٹّے
کوئی تو کر رہا ہے چھل بٹّے
پر ہیں مندر کے کوٹھے اور لٹّے

موتی مونگا اور آرسی سٹّے
کوئے نارنگی سنگترے کھٹّے
کوئی چڑھتا ہے کھیر کے چھٹّے
بوڑھے لڑکے جوان اور کٹّے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۹)

لوگ چاروں طرف کے آتے ہیں
دل سے سب درشنوں کو جاتے ہیں
جھانجھ مردنگ دف بجاتے ہیں

آکے عیش و طرب مناتے ہیں
اپنے دل کی مُراد پاتے ہیں
راس منڈل بھجن سُناتے ہیں

دل میں پھولے نہیں سماتے ہیں
سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہیں

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۱۰)
ہر طرف گل بدن رنگیلے ہیں
نک پلک غنچہ لب سجیلے ہیں
بات کے ترچھے اور کٹیلے ہیں
دل کے لینے کو سب ٹٹیلے ہیں
خشک تر نرم سُوکھے گیلے ہیں
ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہیں
جوڑے بھی سرخ سبز پیلے ہیں
پیار الفت نبھانے حیلے ہیں

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۱۱)
خلق آتی ہے سب جُڑی جُتڑی
چنر رکھتے ہیں باندھکر جکڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی
دوڑیو چور لے چلا گھٹڑی
جیب کتری کہیں گئی پکڑی
کہیں لوٹی دکان اور رہڑی
چور نے تاک لی کہیں پگڑی
سو تماشے ہنسی خوشی پھکڑی

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۱۲)
نازنیں ہیں وہ سانوری گوری
جنکی نازک ہر اک پری پوری
کرکے چتون نگاہ کی ڈوری
دل کو چھینے ہیں سب برازوری
دُھوم ناز و ادا جھکا جھوری
برج میں جیسے مچ رہی ہوری
گھونگھٹوں میں ہیں کر رہی چوری
چوری کیسی کہ صاف سرزوری

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے۔

(۱۳)

گنڈ پر بھی نہاں یہ ہوتے ہیں
پانی سے ہاتھ مُنھ کو دھوتے ہیں
کتنے جا کر بنوں میں سوتے ہیں
ان بہاروں میں ہوش کھوتے ہیں
جس میں گنگا بن سکے سوتے ہیں
کتنے کنٹھی کھرڑے پروتے ہیں
بندروں میں چنوں کو بوتے ہیں
سو مزے سو تماشے ہوتے ہیں

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۱۴)

کوئی آکر نہانے اور مس سے
ہوتے ہیں آملاپ جس تس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کہنی بازو میں لگ ہی کھس ہے
مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہیں رس سے
کون چلائے پوچھیے کس سے
اور دھکا پیل اور گھماں گھستے

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۱۵)

ناچ اور راگ کے کھڑاکے ہیں
نقلیں قصّے کہانی ساکے ہیں
کہیں آغوش کے لپاکے ہیں
تھرتھری دانت پر کڑاکے ہیں
گھنگرو اور تال کے جھناکے ہیں
کھنڈ دوہرے کبت کتھاکے ہیں
کہیں بوسوں کے سو جھپاکے ہیں
قپسہ جاڑے کے سو جھڑاکے ہیں

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کلا میلا ہے!

(۱۶)

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
ہو رہا جھانکیوں کا اُجیالا
ہے کوئی درشنوں کا متوالا
اُسکا گنبد ہے عالِم بالا
پردے جیسے ہیں چاندر پرلالا
کوئی جپتا ہے دھیاں میں مالا

کوئی ڈنڈوتیں کر رہا لالا — کوئی جے جے کرے ہے دُھن والا

رنگ ہے، رُوپ ہے، جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۱۷)

ہے جو مندر میں آپ وہ لالن — ہر گھڑی میں بدل رہی ہے برن
نئی پوشاک اور نئے بھوجن — نئی جھانکی ہے اور نئے درشن
آرتی کی کہیں مچی ٹھن ٹھن — کہیں گھنٹوں کی ہو رہی چھن چھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن — خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے، رُوپ ہے، جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۱۸)

کوئی چنچل چلے ہے ٹھگی چال — کچھ وہ پتلی کمر وہ لمبے بال
آنکھوں میں حُسن کے نشے، رنگ لال — مصری ماکھن کے ہاتھوں اُوپر تھال
کچھ وہ پوشاک، کچھ وہ حسن و جمال — مالنوں کا زیادہ اُن سے کمال
ڈال دیں ہار کا گلے میں جال — بُدھی ہو کر لیں صاف دل کو نکال

رنگ ہے، رُوپ ہے، جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۱۹)

بسکہ آتے ہیں راجہ اور رانی — اور لاکھوں میں رانی اور نانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی — اور ہجوموں کی لاکھ طُغیانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی — جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی
کچھ نہیں مول تول کیا پانی — پانی کا دودھ، دودھ کا پانی

رنگ ہے، رُوپ ہے، جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۲۰)

کتنے کچے ہیں کتنے پکے ہیں
چورنٹ کھٹ ہیں اور اُچکّے ہیں
بھیڑ انبوہ اور بھڑکے ہیں
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہیں

اُنکے مُنھ اور اُچھال چھکّے ہیں
دُودھ کھویا ملائی چکّے ہیں
دُھوم دھونسوں کے اور ڈھڑکے ہیں
سو تماشے ہیں سو جھکّے ہیں

نکّی مونٹھ

ڈھٹے

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۲۱)

لاکھوں بیٹھے بساطی اور منہار
چوڑی بنگڑی کی اک طرف جھنکار
ٹوٹے پڑتے گنواری اور گنوار
گر کے دے گالی یوں کہے ہے پکار

اپنا سب گرم کر رہے بازار
نوگرہی پوتھ انگوٹھی چھلّے ہار
جس گنواری کو چلیے دھکّا مار
کیسو اٹھلا چلو ہے ڈاڑھی جار

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۲۲)

مٹّی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی کمہاری سے کر رہا ہتھ پھیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا مُنھ پھیر
گالی ڈُگ مار کُوٹ سانجھ سویر

کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کا چھن کے چُن رہا ہے بیر
کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر
لاٹھی پاٹھی ہے شور غُل اندھیر

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۲۳)

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیاں
کہیں چھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں اُلفت سے انکھڑیاں لڑیاں

پھول گیندوں کے ہار کی لڑیاں
کہیں کُھلتی ہیں دل کی گلچھڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں

عیش و عشرت کی لُٹ رہیں ڈھیریاں
دال موٹھیں منگو چھی اور بڑیاں

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

(۲۴)
لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھ ہو
جو جہاں تھا وہیں پھنسا پھر وو
نیٹھے کہتے ہیں کھا کے دھکوں کو
اور گنوار دل پکار کر ہو ہو!
راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جس کو کھینچے ہیں گر پڑے ہے سو
"جے مہاراج" رام رام بھجو!"
اب تو لٹھ وار ہے لگانے کو

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

(۲۵)
کیا مچی ہے بہار جے بلدیو!
دُھوم لیل و نہار جے بلدیو!
ہر زباں پر ہزار جے بلدیو!
کہو نظیر اب پکار جے بلدیو!
عیش کے کاروبار جے بلدیو!
ہر کہیں آشکار جے بلدیو!
دمبدم یادگار جے بلدیو!
سب کہو ایکبار جے بلدیو!

رنگ ہے رُوپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے!

نظم نمبر ۲۱۴

درگا جی کے درشن

(۱)
من باس نہ کیسے کیونکر جی ہے کاشی نگری برن کی
جو بسنے ہارے دُور کے ہیں یہ بھوم ہر اُن من ترسن کی
بہتے تیر گیانی دھیانی کا ہر پنڈت اور دھن برسن کی
اُس دیوی دیو نی نٹ کھٹ سکے ہے چاہ چرن ابکے برسن کی
ہر سری

پر سند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرسن کی

تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دُرگا جی کے درسن کی

(۲)
اُس منڈل اُونچے گُمٹ میں جو دیبی آپ اجت ہیں — تن ابرن ایسے جھلکت ہیں جو دیکھ چندرماں لاجت ہیں
ہا دُھن پوجا کھٹ ٹھن کی ایسی نت نوبت باجت ہیں — اُس سندر مورت دیبی کا جوبن ہو سب چھاجت ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہر سن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دُرگا جی کے درسن کی

(۳)
جو مہر سُنے اُس دیبی کی وہ دور دسا سے دھاوت ہے — جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب واکی آس پُجاوت ہے
جب کرپا واکی ہووت ہے تب واکے درسن پاوت ہے — مُکھ دیکھت ہے وا مورت کا من تن میں سیس نواوت ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہر سن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دُرگا جی کے درسن کی

(۴)
جو نیمی ہیں وا مورت کے وہ اُن کی بات سُدھارت ہے — سکھ چین جو وا تیں مانگت ہیں وہ اُنکی چنتا ہارن ہے
ہر گیانی واکے سرن ہے ہر دھیانی سادھ اُدھارت ہے — جو سیوک ہیں وا مورت کے وہ اُنکے کاج سنوارن ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہر سن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دُرگا جی کے درسن کی

(۵)
جب ہولی پاچھے اُس جاگہ دن آکر منگل ہوتا ہے — ہر چار طرف اُس دیول میں انبوہ سُمنگل ہوتا ہے
ٹک دیکھو جیدھر آنکھ اُٹھا ہر ناری کا دل ہوتا ہے — ہر من میں منگل ہوتا ہے آنند برچھ پھل ہوتا ہے

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہر سن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دُرگا جی کے درسن کی

(۶)
جو باغ لگے ہیں مندر تک وہ لوگوں سے سب بھجتے ہیں — وہ چُہلیں ہوتی ہیں جتنی سب من کے رنج بسرتے ہیں
کچھ بیٹھے ہیں خوش وقتی سے دل عیش و نظر پہ دھرتے ہیں — کچھ دیکھ بہاریں خُوباں کی ساتھ اُنکے سیریں کرتے ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہر سن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب دُرگا جی کے درسن کی

(۷) جو چیزیں میلوں بکتی ہیں سب اُس جا آن جھمکتی ہیں — پوشاکیں جنکی زرّیں ہیں وہ تن پر خوب جھلکتی ہیں
محبوبوں سے بھی حُسنوں کی ہر آن نگاہیں تکتی ہیں — لوں نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیاں آن جھمکتی ہیں

پرسند بہت من ہوتے ہیں یہ ریت رچی ہے ہرسن کی
تعریف کہوں میں کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

نظم نمبر ۲۱۵ تعریف بھیروں کی

(۱) دیکھا ہے جب سے میں نے تیرا جمال بھیروں — رکھتا ہوں تب سے دل میں تیرا خیال بھیروں
دن رات ہے یہ میرا تجھسے سوال بھیروں — اب درد و غم سے آکر مجھکو سنبھال بھیروں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۲) آنکھوں میں چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا — تن میں بھبوت مل کر گل بیچ منڈ مالا
آنکھیں دیا سی روشن ہاتھوں میں ہے کا پیالا — ہوں دل سے داس تیرا سن اے مرے دیالا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۳) کیا کیا مچی ہیں تیرے دربار کی بہاریں — بھگتی کلا پہ تیری جی جان اپنا واریں
سب اپنا اپنا کارج من مانتا سنواریں — سیوک چرن کو چومیں اشٹی کھڑے پکاریں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۴) ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا براجے — مدھ پیوے ماس کھاوے جو تو کرے سو چھاجے
ترسول کاندھے اُوپر ڈھورو کی گت بھی باجے — سب تج کے میں نے اب تو تیری دیا کے کاجے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۵)
توڑا راچھسوں کے تن سے ہر آن سر اکھاڑے | چاہے جسے بساوے، چاہے جسے اُجاڑے
جو تجھ سے دو بدو ہو اک آن میں لتاڑے | دانوں کو چیر ڈالے، دینت کو دھکو پچھاڑے

تیرے سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اسے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۶)
غصے میں تو جو آکر اپنی جٹا ہلاوے | دھرتی اکاس پربت پاتال دہل جاوے
سرکاٹ راچھسوں کے جھوٹے پکڑ ہلاوے | بھانکے کلال خانہ کتنوں کو خوں چٹاوے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۷)
جوگی اتیت جنگم تیرے چرن سے لاگیں | سیوین جو تجھکو اُنکے سوتے نصیب جاگیں
جب نام لیکے تیرا ابھڑکا دیں تپ کی آگیں | جن دیو ہاتھ جوڑیں بھوت اور پلید بھاگیں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۸)
ہے کون اب جو نکلے تجھ مست سے اکڑ کر | دُشٹوں کو لات تُکّی تو دی کے سر کو ٹکّر
کرپا ہے تیری میرے حق میں تو قند و شکر | اب سب طرح سے میں نے تیری دیا کو تک کر

تیرے سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۹)
میرا تو کوئی اِس جا اپنا ہے نے یگانا | بیکس ہوں بے ہنر ہوں اور ہے بُرا زمانا
اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا | تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا

تیرے سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۱۰)
پُوجا کتھا میں تیرے ہیں گن بکھانتا ہوں | تجھکو ہی پُوجتا ہوں تجھکو ہی مانتا ہوں

ڈھول اب ترے چرن کی ماتھے پہ ساتا ہوں
تیرا ہی ہو رہا ہوں، تجھکو ہی جانتا ہوں

تیرے سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۱۱)
تو شاہ میں بھکاری، میں کیا کہوں کہ کیا ہے
جو دل میں تیرے آوے، وا تا، مجھے دلا دے
مجھسے بگڑے چلے کو، اب مہر کر، بنا دے
اب جسطرح سے چاہے چنتا مری مٹا دے

تیری سرن گہی ہے، کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۱۲)
اب غم مرے جگر کو تیروں سے چھانتا ہے
اور گرد بیکسی کی نت سر پہ چھانتا ہے
کس سے کہوں میں جا کر کون آہ مانتا ہے
جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے

تیری سرن گہی ہے، کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۱۳)
جو دکھ ہے میرے جی پر، اب کس کو جا سناؤں؟
کس سے پناہ مانگوں، یہ دکھ کسے دکھاؤں؟
اب بیکسی میں اپنی جا کر کسے سناؤں؟
تیرا کہا کے اب میں کس کا بھلا کہاؤں؟

تیری سرن گہی ہے، کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۱۴)
اب کسطرح جتاؤں میں اپنی بیکلی کو
نے سکھ ہے میرے دل کو، نہ چین میرے جی کو
پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو
مجھ سے بھلے برے کی اب لاج ہے تجھی کو

تیری سرن گہی ہے، کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیروں

(۱۵)
ہے جس کا اب جہاں میں تجھ اشٹ کا سہارا
دن رات باجتا ہے اُن کا سدا نقارا
ہے بے نظیر تیری کرپا کا ٹھاٹھ سارا
بانک جتی سبھے ہے بھیروں سرن تمہارا

تیری سرن گہی ہے کرتو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدھ مست کال بھیرون

نظم نمبر ۲۱۶ مہادیو کا بیاہ

(۱)

پہلے نانوں گنیش کا تیجے سیس نوائے
جاسے کارج سِدھ ہوں سدا مہورت لائے

بول بچن آنند کے پیم پیت اور چاہ
سُن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ

جوگی جنگی سے سُنا وہ بھی کیا بیان
اور کتھا میں جو سُنا اُسکا بھی پرمان

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین
اور پڑھیں جو یاد کر اُن کو بھی سُکھ چین

اور جس نے اس بیاہ کی مہاں کہی بنائے
اُسکے بھی ہر حال میں شیو جی رہیں سہائے

خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر
مہاں اُس کی بھی رہے جسکا نام نظیر

ہنگم

آغازِ قصہ

(۲)

یوں کہتے ہیں اس دُنیا میں اک راج پتی ہماچل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گرپربت سے اور فوج سپہ کا دنگل تھا
ہتھ بہلیں میانہ لال رتھیں چنڈول اطلس مخمل تھا
سب ساز جڑاؤ گج گاہیں کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا
پکھراج زمرد لعل سنون من مکتا بھی بے اٹکل تھا
کل برتن سونے رُوپے کے اور چیرا چیری کا دل تھا
زر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا پھردل تھا

وہ دھرمی عدلی نیک جیو کُھ چند دلا در بھج بل تھا
گج ہستی اُونچے جھول زری انباری ہودے کُنجل تھا
خوش رنگ تُرنگاں تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر پل تھا
ہر بستر چیر جھلا جھل کا دھن دولت بلّو انچل تھا
محلات سُنہرے رنگ بھرے دربار ی اور سکھ منڈل تھا
باغات بڑی تیاری کے ہر ڈالی پہ گل اور پھل تھا
گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا سُکھ چین آنند او رمنگل تھا

ہر آن طرب ہر دم چہلیں جی جان ہر اک اوقات خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی
اب یاں سے آگے سُنو خوبی سے رکھ دھیان

پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

(۳)

اس راجہ ہیماچل کے گھر اک بالی سُندر بیٹی تھی — مُکھ اُسکا چند للن کا تھا نام اُسکا گورا پاربتی

لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی — پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی پہنے من موتی

وہ کٹھلے کنگن کُندن کے وہ بازو چھلّے اور مُندری — وہ جھانجھن بجتی چاندی کی اور چوڑی گھنگرو جڑاہی

ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں آگے نسدن پھرتی — نت رہتی ہاتھوں چھانوں میں اور مانی آس مُرادوں کی

سُکھ بھوجن نوریں اور میوے پکوان مٹھائی دودھ دہی — سو ساٹھ سہیلی ساتھ پھریں ہمعمریں بھی بالی بھولی

سب پیار کریں تن من واریں سنگ کھیلیں جسمیں بہلے جی — سب گہنے میں سر پاؤں لدیں تن سوہا سالوا اور چُنری

کوئی اُچھلے کودے سوانگ کرے کوئی ہنس ہنس کر ٹھمکی اُچھلی — دن رات ہنسیں اور چین کریں ہر آن کی خُوبی خوش وقتی

تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپوں ابرن میں
سب طور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن میں
اب یاں سے آگے سُنو اسکی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر

(۴)

اک رات وہ راجہ رانی تھے سُکھ بیٹھے اپنے منڈل سے — مُکھ پان براجیں دونوں کے اور ہنس ہنس باتیں کرتے تھے

وہ بالی سُندر پاربتی خوش بیٹھی آگے دونوں کے — ہر چیری باندھے ہاتھ کھڑی پوشاکیں پہنے اور گہنے

مُکھ دیکھ دُلاری کنیا کا یوں بولے راجہ رانی سے — "اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کرلیے"

تب بولی رانی راجہ سے کر جوڑ بہت منتی کرکے — "جو آپ کے من میں سوچ ہوا ہے سوچ وہی من میں آکر

تم صاحب ہو تم مالک ہو ہے سوجھا سب کی اب تم سے — دو حکم پروہت کو اپنے رکھ دھیان سگائی کا اسکے

جو راج پتی گھر اونچا ہو ہر شہر نگر میں جا ڈھونڈھے — وہ بر بھی ایسا سُندر ہو جو میری گورا کو سوہے

ہے جیسی گورا چندر مُکھی ویسا ہی بر اسکا ہووے" — یہ بات جو ٹھہری دونوں میں رکھ من میں اسکو سو رہے

جب صبح ہوئی تو راجہ کے من میں تھا وہی دھیان دھرا
دربار میں آئے خوش ہوتے سنگاسن اوپر پاؤں دھرا

اب یاں سے آگے سنو اور بچن اس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ میں جس عنوان

(۵)
جب راجہ اپنے محلوں سے سنگاسن پر بیٹھے آکر
یہ بات کہی جب راجہ نے "سب آؤ پروہت کو جاکر"
سرہاگ بڑائی کی سو ہے اور چندن روپے ہاتھ پہ
مکھ پان، گلے موتی مالا اور مونگا سونا بھی اکثر
مکھ دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ بولے خوش ہوکر
ہیں جتنے شہر پھرو انہیں اور سیر کرو ملک اور نگر
ٹھہراؤ سگائی گورا کی سبھ ساعت سے تم اسکے گھر

دربار ہوا گل لالہ سا سب حاضر جاکر اور نوکر
اسوقت پروہت آ پہنچے آشیر بچن رستا لاکر
تن جامہ خاصہ ململ کا اکلائی رنگیں پتیمبر
خوش صورت سیرت نیک بچن قابل عاقل اور دانشور
"تم جاؤ سگائی گورا کی اب ڈھونڈھو اچھی ساعت دھر
جس دیس میں دیکھو راج پتی ہو اونچا گھرا اور در سندر
جب ٹھہر چکے واں خوبی سے دو اسکی ہمکو آن خبر"

جس وقت پروہت سے لئے لینے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہوکر واں ڈھونڈھنے کا سامان کیا
اب یاں سے آگے سنو بات پروہت مان
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھ دھیان

(۶)
ہو شاد پروہت چلنے کو اس شہر سے جب تیار ہوے
پھر دیپ گئے، ہر نگر گئے، ہر شہر بسے، ہر دیس پھرے
مقدور تلک تو دیکھ پھرے اور اپنے تئیں ڈھونڈھ چکے
جو بات لکھی ہو کرموں میں، ہر طور وہی آکر ہووے
جب کھینچی باگ نصیبوں نے پھر اسکے آگے ہار گئے
کیا دیکھیں واں کیلاس اوپر شیو آپ اکیلے ہیں بیٹھے
جب من کو سکھ آنند ہوئی پھر تھوڑی سی واں کیسر لے

یوں جلد چلے اس نگری سے جوں پون سحر وقت چلے
پر ایک بنا یا برا لیا جو راجہ کے پر سند پڑے
تدبیر بہت سی کی لیکن جو چاہے سو تقدیر کرے
جو چاہے پھیرے کوئی اسے کیا تاب جو تل بھر پھر سکے
واں پھرتے پھرتے آخر کو کیلاس کے اوپر جا پہنچے
کی استت اور خوشوقت ہوئے سکھ پائے اُنکے درشن سے
کر ٹیکا اسکا جلد بہت خوش ہو کر ماتھے پر شیو کے

جس آن پروہت کھینچ چکے وہ کیسر ٹیکا شادی کا

(۷)

پھر واں سے اپنے دیس پھرے کر کاج مبارکبادی کا
واں بُگنے میں واں راجہ سے اس ٹیکے کی آ بات کہی
سُن نانوں نند اشیو شنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی

سب خویش کُٹم دلشاد ہوئے اور پرجا کو ہوئی خوش خوشی
کوئی بولی ہر دم خوش ہو کر ہو آئی سگائی گورا کی
کوئی آنکھیں چُومے پیار کرے کوئی دوڑ بلائیں لیتی تھی
تب راجہ نے ہر پنڈت سے واں لگن مہورت کی پوچھی
دن ٹھہرا بیاہنے آنے کا شُبھ ساعت شادی لگن دھری
وہ پتری شیو کے پاس گئی لے ہاتھ اُنھوں نے سب باچی

گھر بار بندیلی ڈھول بجا آنند خوشی کی دُھوم مچی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی آ میری گورا پار بتی
جب گھر گھر میں مشہور ہوئی یہ بات خوشی آنند بھری
سب بولے ماہ مہینے کی شُبھ ساعت ہے اور نیک گھڑی
تب راجہ نے شیو شنکر کو اس بات کی پتری لکھ بھیجی
ہونا دیا پرا سوار چلے اور آئے نگری راجہ کی

واں آ کے اُترے بیاہنے کو تھا اُسجا اِک میدان بڑا
خوشوقت نویلے چاؤ بھرے کر جوگی کا سامان بڑا
اب یاں سے آگے سُنو یہ رَبن اُس آن
جب واں سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

(۸)

واں جانے بُوجھے کون انھیں تھے یہ تو اُترے جوگی بن
اک سیلی گدڑی پیٹھ پڑی اور آکھ دھتورے کا بھوجن
جل پان کریں واں شیو جس سے وہ تو بنا تونبی کا برتن
مُکھ راکھ بھرا اور لال آنکھیں کن مُندرے کر میں اِک سُمرن
وہ راکھ ملی جو مُکھ تن پر وہ راکھ نہ تھی وہ تھا اُبٹن
وہ سُمرن تھی یوں پہنچے پر جوں باندھے دولہا ہاتھ کنگن
وہ مُندرے کانوں بیچ پڑے یوں جیسے موتی ہوں کا ٹن

ترسول چکر تھا کاندھے پر اور راکھ بھرا سب مُکھ اور تن
وہ سنکھ پدم تھا مال متاع وہ گھنٹا کھپر جھولی دھن
اور سیس لٹائیں بکھر رہیں مرگ چھالا کا ڈالے آسن
اُس جوگی پن میں شیو جی کا تھا دولہا کا یہی زیور بن
اور لال شہانا باگا تھا وہ گیروا رنگا پیراہن
وہ سیس لٹائیں یوں بکھریں جوں باندھے سہرا انیک پھن
وہ لڑیاں سیلی کی ایسی جوں زیور ہووے زیب بدن

نمٹھا

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ نہ ساتھی تھا

وہ آپ سدا شیو دولھا تھے اور نادیا بیل براتی تھا
اب یاں سے آگے سنو اس جوگی کی بات
لوگوں نے جس دم سنی ملے ہر اک نے ہاتھ

(۸)
واں لوگ برات آنے کے تھے دن رات بھی مشتاق بنے — معلوم نہ تھا یہ دولھا ہیں تھے راہ خوشی کی سب تکتے
ہر چار طرف خوش وقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے — واں سب نے جوگی جان انھیں پردیس نگر پھرتے تھے
یوں آن کے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برات آتے — اس وقت سدا شیو ہنس بولے ہیں بیاہنے ہم ہی تو آئے
یہ بات سنی جب لوگوں نے تب ہنس کر سب کے ہوش گئے — دل سست ہوئے اور من سکھے پھر جا کر آگے راجہ کے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوئے — تحقیق کیا تو ٹھیک وہی تقدیر سے رونے ہاتھ ملے
سب محلوں مندر شور مچے یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے — کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو دیوے ٹھنڈی سانس بھرے — کوئی بولے کرموں لکھیا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

واں جن جن نے یہ بات سنی افسوس لگے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پرگھٹ یاں کچھ اور ہوا
اب یاں سے آگے سنو دھیان ادھر کو لائے
آزردہ جیسی ہوئی پاربتی کی ماے

(۹)
رو جھینک ادھر ماں گورا کی سن جوگی پر یوں اٹھ بولی — "یہ کیسی بپتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی
یہ میری گورا پاربتی بالی بنکی سندر بھولی — یہ پالی دھن اور دولت کی یہ پھول ترازو کی تولی
مکھ جس کا چمکے چاندن میں اور مصری ہونٹوں میں گھولی — وہ الگن مکھ پر چھوٹ رہیں کستوری نے جس سے بولی
ہر کنگن جس کا بیش بہا ہر پہونچی جس کی انمولی — سو پلے باندھی ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی
تن راکھ ملے گدڑی اوڑھے کھا آک دھتورے کی گولی — سر کیس بکھیرے لال نین جوں لال مہاور کی گولی
نے محل مکان نے زر زیور نے بہل میانہ رتھ ڈولی — چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھرے بن پربت کھاتا جھکجھولی
اب لاج گئی کل میں ساری سب دشمن بولیں کل بولی — تدبیر نہیں کچھ بن آتی تقدیر جو ہونی تھی ہولی

تھی سیری گورا پیاری کی یہ بات چھٹی کی رات لکھی
کچھ اُدر نہ ہو ہونا نت وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی "
اَب یاں سے آگے سُنو شیو نے جب اُس آن
اپنی مایا سے کیے کیا کیا دہاں سامان

(۱۰)
تب راجہ نے بھی ترش کہا کر دربار پروہت بلوائے
سب لوگوں نے بھی نانوں دھرے تب چُپ ہو سیو کے پاس آئے
جو باد نے جھاڑے خار و خسک اور بادل پانی چھڑکائے
نگیرے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے
مقیش زری کے پچھے بھی پھر جاگہ جاگہ لٹکائے
پھر تھال الاچی لونگوں کے پھر خوب طرح سے چنوائے
ہر چار طرف تیاری کے اسباب طرب کے ٹھہرائے
جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
لچیانا دیکھ پروہت کو واں ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
بانات قناتیں شمیانے دل بادل تنبو تنوائے
کل فرش حریرا اور دیبا کے خوشرنگ چمکتے بچھوائے
گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوری عنبر رکھوائے
چنگیر دھریں سوزیب بھریں اور طرہ ہار بھی گندھوائے
جو ٹھاٹھ بڑے ہیں شادی کے اک پل بھر میں سب جھمکائے

اکاس کے دیوت جتنے ہیں بن خوب براتی آن بھرے
وہ پہلا بھی میدان بھرا اور ویسے دس میدان بھرے
اَب یاں سے آگے سُنو خوش ہو کر اس آن
جیسے شیو دولھا بنے اُسکا کیا بیان

(۱۱)
جب بیٹھے شیو کی شادی میں کل تینتیس کوٹھ جو ہیں دیوتا
اور سنگرز اور برسپت بھی اور نانوئں سنیچر بھی جنکا
اُس وقت خوشی سے سندر پر شیو بیٹھے بنکر یوں دولھا
ہر تار چمکتا چیرے کا اور تاش سنہرے کا باگا
ہر کان مرصع کندن تھے اور مکھ پر سونے کا سہرا
وہ موتی مالے گلے جھلکیں اور اُنیں لعلوں کی مالا
بشن آپ تھے آئے اور برہما اور اندر نارد من اُس جا
وہ روپ سروپ اور پوشاکیں وہ اُونچی شانیں پیت جڑا
مکھ پان کی لالی کر مہندی اور آنکھوں بیچ لگا کجرا
اُس تار زری کے چیرے پر جوں مہر چمکتا مکٹ دھرا
وہ سہرا مکھ پر یوں چمکے جوں سورج ہووے کرن بھرا
وہ بانک جڑاؤ بازو پر اور کنگنا پہنچے جھمک رہا

جب بیٹھے شیو یوں دولہا بن تب پریوں کا واں ناچ ہوا ۔۔۔ اور کرنا سرنا جھانجھ بجے نقارے گونجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بنا کر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوئی غل شور ہوا خوشوقتی کا
اب یاں سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اُسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

(۱۲)
یہ دھوم مچی واں آپس میں کیوں لوگو کیسا یہ جوگی ۔۔۔ ہم سمجھے اُسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج پتی
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من میں چاؤ تماشے کی ۔۔۔ اور بوڑھیاں بوڑھے طفل جواں اور کبڑے لنگڑے بہرے بھی
سب دیکھنے کو واں آن بھرے سو ٹھٹھ ہوئے اور بھیڑ لگی ۔۔۔ یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھکر کوٹھے پر جلدی
جب دیکھا تو واں کوسوں تک ہے زور برات آ کر آتری ۔۔۔ خوشوقت ہوئے خوشحال ہوئے بر آئی سب منشا من کی
ہوئی محلوں مندر بیچ خوشی اور عیش و طرب کی دھوم مچی ۔۔۔ دل شاد ہوئے سب کنبے کے ماگورا کی بھی شاد ہوئی
منھ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور ماتھا چومے گھڑی گھڑی ۔۔۔ کوئی پاربتی کے پانوں چھوے کوئی ہووے ہر دم بلہاری
کوئی دھن دھن بھاگ کہے رہ رہ کوئی وارے سو سو بار جی ۔۔۔ اب چاؤ یہی اور چاہ یہی جو دیکھیں صورت دولہا کی

تھے جیسے جوگی دیکھ اُنھیں واں غم سے دل پامال ہوئے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہوئے خوشحال ہوئے
اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جس کی ہے تعریف سے میٹھا ہوا بیان

(۱۳)
جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہو اب بھوجن کی ۔۔۔ منگوائے میدے لاکھوں من اور سیوے مصری شکر گھی
حلوائی ہزاروں آ بیٹھے گرم کڑھاو رکھ تھالی نئی ۔۔۔ کر کھوئے ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر تری
پھر ڈالا خوب گلاب اُسمیں اور ڈالی ڈلیاں مصری کی ۔۔۔ انبار لگائے پیڑوں کے اور ڈھیر گلابی اور برفی
پھر لڈو بھی تیار کیے دے قند بہت بادام گری ۔۔۔ براق مکدا اور خرمے بھی خوشرنگ امرتی بیر بلی
وہ خوب جلیبی اور بھجلے وہ گھیور بالوسائی بھی ۔۔۔ سب اتنے واں تیار ہوئے جو ٹھور نہ رکھنے کو پائی

کی عرض یہ جاکر راجہ سے سب جنس وہ اب تیار ہوئی
جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی
ٹک دیکھو تم بھی آن اُسے جو ہے کتنی اور ہے کیسی
جب راجہ نے بھی آنکھ اُٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی

مسرور ہوئے یہ کہ من میں جس آن براتی آوینگے
سب اپنے من بھر کھاوینگے اور ڈھیر پڑے رہجاوینگے
اب یاں سے آگے سُنو عیش خوشی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات

(۱۴)
جب رات ہوئی تب شیو شنکر خوش وقتی سے اسوار ہوئے
فانوسیں رنگیں جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلکاری کے
وہ پریاں ناچیں تختوں پر پوشاکیں گہنے جھمک رہے
ہر سُرنا میں دھن میں کی اور کرناتری جھانجھ بڑے
مردنگ منڈیلے تال بجیں اور سارے گھنگرو بھی جھنکے
وہ ہاتھی کُنجل اور کتنے انبلدی ہودے اور بنگلے
وہ جھاڑ مشعلیں پنچ پتیانے سب روشن اُونچے شعلوں کے
سب آگے پیچھے دولہا کے دلشاد براتی ساتھ چلے
ہر آن جڑاؤ چنور ڈھلیں اور سیس کے اُوپر چھتر پھرے
نقارے نوبت طبل نشاں الغوزے بجتے اور ڈفلے
کر دھونسے دھوں دھوں باج رہے اور تاشے بجتے کڑ کڑ سے
وہ ڈھول دھمادھم شور کریں اور جھانجھ بھی چھم چھم کرتے
وہ جُھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنٹالے
وہ صحرا جھمکا کوسوں تک ہر کھونٹ اُجالے جا پہونچے

وہ گھوڑے میانے گھڑبہلیں رتھ اُونچے پہیئے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہولے ہولے چلتے تھے
اب یاں سے آگے سنو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوئے ایسے اُنکے ساتھ

(۱۵)
پھر اور ہزاروں ساتھ چلے جو بھوت پری اور جن تھے
ہر گٹا اُنکا سو من کا اور موٹے رسوں کے ٹیکے
کوئی ننگے سر وہ بال اُسکے جوں بانس بڑے دس دس گز کے
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اُونٹ بغل میں دبکائے
ڈیل اُونچے اُنکے بُرج ثمن اور سیس بھی اُنکے گمٹ سے
اور پگڑوں پر طوؤں کی طرح تھے ساکھو بڑ کے پر رکھے
کوئی منڈ کوئی رُنڈ اور کوئی بن پاؤں ناچے اور کودے
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا سر پہ سنبھلائے

کوئی سانپ گلے میں لپٹائے پھن اُنکے دم پر دم چومے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکھ پھیری لے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی نین خوشی سے مٹکاوے

کچھ لنبے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑے
کوئی شور کرے خوشحالی سے یوں جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی لنبے لنبے ڈگ رکھے کوئی دس دس گز کی جست کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب ہنس ہنس دھج دکھلاتے تھے
دھوم مچاتے رستے میں ہر آن اُچھلتے جاتے تھے

اب یاں سے آگے سُنو شادی کے اطوار
چلے سدا شیو جس طرح پاربتی کے دوار

(۱۶)

جب دیکھا وان کے لوگوں نے وہ کوسوں تک کا اُجیالا
سب بولے برات اب آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اُسکا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے واں سو کہتے آ
کوئی کہتا بہت براتی ہیں اور ساتھ لیے ہیں ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑے ہاتھی ہیں انبوہ رتھوں کا ہے آتا
یاں لوگ بہت سے آتے ہیں جنما سے بیچ کہاں یہ جا
پر دھان کھڑے تھے جو آگے جب اُن سے اپنا بھید کہا

وہ سُرنا کی آواز سُنی اور نقّاروں کا شور سُنا
تب راجہ نے بھی بھیج دیا ہر کارے پر واں ہر کارا
کوئی کہتا اب واں آ پہنچے کوئی کہتا آئے اب آ سجا
کوئی کہتا اُتنے ہاتھی ہیں کچھ چھور نہیں جنکا ملتا
یہ باتیں سُنکر راجہ نے گھبرا کے من کے بیچ کہا
یہ بھیڑ کب اُسمیں ٹل بیٹھے کچھ بن نہیں آتا کریے کیا
یہ ٹھاٹھ جواب یاں آتا ہے کچھ تمنے اِسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کریں اور کیا کیا اسکا دھیان کریں
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہاں واں کس کس کا سامان کریں

اب یاں سے آگے سنو باتیں ہیں یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک

(۱۷)

جس آن برات آئی در پر یہ خوبی ٹھہری زیب بھری
وہ ڈنکے لگتے دھوسے نسے پر دُھن کرنا سُرنا کی اُونچی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سنواری دُولھا کی

وہ پریاں ناچیں تختوں پر جھنکاریں مار مجیروں کی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سُہانی اُنکی تھی
سب چھجّے تجّھے کوٹھوں پر واں دیکھیں زینت اور خوبی

سب واہ کریں اور چاہ کریں اور ٹھاٹھ کو دیکھیں گھڑی گھڑی
وہ آئی تھی جو ساتھ لدی اور آتشبازی تھی یہ چھٹتی
اک پہر تلک دروازے پر واں پھول رہی پھلواری سی
وہ طبل بجیں اور ڈھفلے بھی نقارے تاشے اور ترئی

ہوں دیکھ کے صورت دولہا کی واں سو سو دل سے بلہاری
مہتاب انار اور پھلجھڑیاں ہت پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہاتھی گھوڑے بیل اچھلیں غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ ڈہل ہ جھلنی باج رہے اور گھر گھر میں آواز گئی

سب شاد ہوئے خوشوقت ہوئے یہ دیکھ تماشے خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوئے اُس دولہا کی محبوبی کے

اب یاں سے آگے سُنو شادی کے رس اَور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوش ہو فی الفور

(۱۸)

جب راجہ کے دروانے پر ہوئی آن برات اسطور کھڑی
جب سمدھی آئے ملنے کو اور سمدھ ملاوے کی ٹھہری
جب دولہا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلیں سُندر سو چیری
وہ چاند سا مکھ وہ سر سہرا اور پہنچے کنگنا تار زری
کوئی بولا دولھا خوب ملا اس دولھا کے میں بلہاری
کوئی دیکھ کے ہوتی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
اسطور کہی چھن خوبی سے جو ہر اک مُنھ کو دیکھ رہی

سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتشبازی بھی
اُسوقت بلایا دولھا کو تو ہووے زیب مندر کی بھی
لے آئیں مندر میں دولھا کو تو ہووے زینت مندر کی
وہ روپ سہانا جب دیکھا ہوئی سب کے من بیچ خوشی
کوئی بولی میں اس دولھا پر اب واروں تن من پھر ہوتی
چھن کہکر اُس جا دولھا نے لی نیگ اشرفی بہتیری
سب محلون مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولھا مندر میں من بیچ خوشی کی بات سیلیے
جنماسے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا سات لیے

اب یاں سے آگے سُنو اُس صورت کی بات
جنماسے میں جس طرح بیٹھی آن برات

(۱۹)

جب جنماسے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانوں میں
کچھ آن براجے ڈیوڑھی میں مشغول خوشی کی باتوں میں

کچھ آنگن میں کچھ بیٹھک میں کچھ بیٹھے بالاخانوں میں
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور میانوں میں

ہر ٹھور بجیں کرنا سرنا اور ترکی طبل بھی محلوں میں ہر جانب دھونسے باج رہے نقارے بجتے کوچوں میں
اور باجیں نوبت جھانجھ پڑی اُس شادی کے رنگ لیوں میں کچھ بات نہ سمجھے کان دھری اُن باجوں میں اُن دھوموں میں
کچھ میانے رتھ اور گھوڑ بہلیں لا آن کھڑی کیں راہوں میں کچھ گھوڑے اُچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیوں میں
تھے جتنے واں بازار بنے کچھ اُترے اُن بازاروں میں اور جتنے واں تھے باغ لگے کچھ اُترے جا اُن باغوں میں
جب جگہ بنائی بستی میں کچھ اُترے شہر سوادوں میں واں ڈیرے تنبو تان لیے اور بیٹھے خوش اُن ڈیروں میں

وہ ٹھہرے واں جس جس طور اُوپر کُل فرحت کے آہنگ ہوئے
غُل شور ہوئے اور ناچ ہوئے اور راگ ہوئے اور رنگ ہوئے

اب یاں سے آگے سُنو اُسکا بھی بستار
جس جس طور سے آن کر ٹھہری واں جیونار

(۲۰) جو وقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے واں لوگوں کو یہ حکم کیا اب خُوبی سے ان سب کو جا کر بھوجن دو
جب جا کر نوکر جلد چلے اور جناسے میں آ کر وہ یوں بولے اب سب کرپا کر جیونار مندر کے بیچ چلو
تُم آپ بھی جیمو اور اُنکو دلواؤ جنھیں دلوانے ہو ہیں کتنے ڈھیر مٹھائی کے درکار ہوں جتنے اُتنے لو
اس بات کو سُنکر ہنس بولے یہ خُوب پر اتنی بات سُنو یہ دو بالک جو بیٹھے ہیں تم پہلے ان کو جِموا دو
وہ گود اُٹھا کر خوش ہوتے جیونار میں لائے دونوں کو تھے جتنے واں انبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اِک ڈیڑھ نوالا کر بیٹھے پھر سب مچلے اب کچھ اور رکھو اُن لوگوں کے تب ہوش گئے اور بھاگے واں سے لرزاں ہو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی اپنی سُدھ بُدھ کھو حیران ہوئے اور چُپ رہ گئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوئے تھے کھکریوں جا بھوجن کے انبار کریں
سو اُس کی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کریں

اب یاں سے آگے سُنو خوش ہو کر یہ شان
جیسے دولھا کے ہوئے پھیروں کے سامان

(۲۱) جب ساعت آئی پھیروں کی تب ٹھہری آن جو خوبی کی گھر بیچ بُلایا دُولھا کو اور پھیروں کی تیاری کی

کچھ بیٹھے لوگ اِدھر اُدھر سب اپنے من کے بیچ خوشی
جب دُولھا دُولھن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گٹھ جوڑے کی
سب پنڈت بیٹھے بید پڑھیں کوئی مٹھیاں اڈائے شکر گھی
پھر تھال جواہر نیگ ملیں لیں جلد سواسی اور نیگی
پھر ساعت نیک مہورت سے وہ دُولھا دُولھن رُوپ بھری
جب پھیرے چار ہوئے آکر کُل عیش و طرب کی دھوم مچی

جو فرش مقرر ہے اُس پر آ بیٹھے دُولھا دُولھن بھی
وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لا کر اُسکی چیز رکھی
گنیش کی پوجا کرداں پھر پوجا کی نوگرہوں کی
اور رہے لے نیگ دعائیں دیں سب دُولھا دُولھن کو بیگی
اس طور پھرے مل آپس میں ہے ریت جو ہوتی پھیروں کی
ہر چار طرف چمکی جھمکی خوشحالی خُوبی خوشوقتی

ہر من میں سو سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ میں جو آنند خوشی وہ ظاہر سب اُس آن ہوئی

اب یاں سے آگے سنو اَور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دُولھا جس اطوار

(۲۲)

وہ پھیرے بھی جسوقت ہوئے اُس خوبی اور خوشوقتی سے
دس روز ہوئے ہر محلے میں اور چاؤ بر آئے سب دل کے
وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی دمکے
کچھ کانوں موتی چمک رہے کچھ بانک جھمکتے بازو کے
وہ خوبی سوبھا دُولھا کی سب دیکھیں وہ اُنکے لوگ کھڑے
وہ دیکھیں اپنی آنکھوں سے ہوں جگ میں بھاگ بڑے جنکے
وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش پھرتے

جو رسمیں اور نعمتیں واں تھیں اُنسے بھی سب شاد ہوئے
شیو باہر آئے منڈل سے جوں سورج وقت سحر نکلے
تن باگا جھلکے ہر ساعت اور لعلوں کی مالا چمکے
سو زیب جھمک سے خوش ہوتے آ مندر پر اپنے بیٹھے
سب ہو کر خوش یہ بات کہیں یہ دُولھا اُوپر ٹھاٹھ بڑے
وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب کنبے کے
اُس نگری کے طالع چمکے اُن لوگوں کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اُس کی حالت جائے کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کے سو شور ہوئے اور دھوم ہوئی

اب یاں سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دا اُس جا دیان ذہیز

(۲۳)

جس آن ہوئے شیو چلنے کو تب لاکر یہ اسباب دھرے
زر زیور کے واں ڈھیر لگے، جو باہر ہووے گنتی سے
وہ کلسے بڑے چاندی کے، وہ تھال کٹورے سونے کے
وہ چیرے خوب لباسوں کے اور گنتی میں بھی بہتیرے
وہ کُنجل جُھول جھلکتی کے انباری جنپر اور ہودے
چنڈول جھلکتے وہ جن پر بانات زری کے تھے پردے
وہ رنگیں جھالردار تھیں، وہ بیل بہت جنکے اُونچے

پوشاکیں رنگیں زیب بھریں ہر تار پڑا جھکات جھمکے
وہ موتی ہیرے انمولے، وہ لعل زمرد کے ڈبے
وہ فرش سُنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلوں بیچ پڑے
وہ چیریاں اچھی صورت کی، سر پانوں تلک زیور پہرے
وہ گھوڑے گلگوں شکل ہوا زردوزی جن پر زین بندھے
رتھ بہلیں اور گھر بہلیں وہ سب ٹھاٹھ چمکتے جنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بُندی بوجھ اُٹھانے کے

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جو واں تیار ہوئے
ہر ٹھاٹھ کے واں دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوئے

اب یاں سے آگے سُنو راجہ نے اُس آن
جو باتیں شیو سے کہیں اُنکا کیا بیان

(۲۴)

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یوں بولے
کس لائق ہیں جو دیتے ہم اسباب تمہارے لائق کے
ہیں بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمہارے ہم دیکھے
تم تھام نہ لیتے جو ہمکو پھر کہیے کیونکر ہم تھمتے
ہم چیز نہیں کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھوں خوبی کے
ہر وقت ہماری بانہ رہو کرپا سے اپنی گہنے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن رہو کرپا کرتے

جو بن نہیں آیا جو ہم سے من بیچ ہوئے ہم شرمندے
تم اچھے جگ میں ایسے ہو جو پاتے ہو لاکھوں ہم سے
اس نگری میں اس منڈل میں تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہم پر کی کب استت اُس کی ہو ہم سے
اس آن دیا جو آپ سنے کی وہ دیکھی کاہے کو ہم نے
من بیچ ہوئے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ اُٹھے
جو من میں تھی سو بات کہی اب اَور کہیں کیا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی اور رہر دم اُدھک ادھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے واں من کی بہت تسلی کی

اب یاں سے آگے سُنو من ادھر کو لائے

پاربتی واں جس طرح گھر سے ہوئی بدا ے

(۲۵)

جب شیو نے واں یہ حکم کیا طیاری ہو اب چلنے کی
یہ بات بِداکی سنتے ہی واں گورا کی ماں یوں بولی
سن اسکا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
یوں کہکر بولی گورا سے مل مجھ سے میری پاربتی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اُسے اور روئیں جتنی تھیں گھر کی
تو آنکھیں رو رو لال نکر میں تیرے مکھ کی بلہاری
پھر آخر واں اُس رونی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی

اور آپ مندر کے بیچ گئے تو ہوے بداواں دُلھن کی
سب طور تم اِس کے مالک ہو یہ چیری میں نے تمکو دی
یہ پیاری ہے من کی میرے اور روشنی میری آنکھوں کی
جب گورا پیاری دوڑ گلے واں اپنی ماں کے آ لپٹی
ماں دیکھ کے روتی گورا کو کر پیار بہت یوں کہتی تھی
کچھ اپنے من کی بیچ نہ لائیں تجکو جلد بلاؤں گی
چنڈول بٹھا کر ڈیوڑھی پر واں سب نے روتی بھلائی

سچ پوچھو تو ماباپ کے تئیں ہے بیٹی سے یاں پیار بہت
جس وقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں لاچار بہت

اب یاں سے آگے سنو اتنی یہ بھی بات
جیسے واں اُس دیس سے شیو کی چلی برات

(۲۶)

جب ڈیوڑھی سے چنڈول اٹھا دروازے پر سو خوبی سے
اُس وقت بہت خوشوقتی سے شیو شنکر بھی اسوار ہوے
اسواری دولھا کی آگے چنڈول دلھن کا تھا پیچھے
اسباب دیے جو راجہ نے تھے اُس کے جاتے اونٹ لدے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب انباری زین جھمکتے تھے
ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ بھرے
جس طور خوشی سے بیاہنے کو شیو آئے گھر میں راجہ کے

نوچھاور اتنی کی اُس پر گل موتی پھول زری بکھرے
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی زیب بھرے
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دم بجتے ساتھ چلے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب تھے اور میانوں میں بیٹھے
اُس دیس کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
غل شور خوشی کے چار طرف سب دیکھیں واں وہ ٹھاٹھ بڑے
پھر ویسی ہی خوشوقتی سے کیلاس کے اوپر جا پہنچے

یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیاہ ہوا بس اور نہ آگے رے بولو
ڈنڈوت کرو پھر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

نظم نمبر ۲۱۷

مسدس

(۱)
لے صبر و قناعت ساتھ میاں، سب چھوڑ یہ باتیں لوبھ بھری
سنتوکھ توکل ہرنوں نے جب حرص کی کھیتی آن چری
جو لوبھ کرے اُس لوبھی کی نہیں کھیتی ہوتی جان ہری
پھر دیکھ تماشے قُدرت کے اور لُوٹ بہاریں ہری بھری
جب آسا ترشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۲)
ٹک اپنی ہمّت دیکھ میاں تو آپ بڑا اوتاری ہے
ہر آن مرے ہے لالچ پر، ہر ساعت لوبھ ادھاری ہے
پر حرص طمع کے کرنے سے اب تیرا نام بھکاری ہے
اے لالچ مارے لوبھ بھرے، سب حرص و ہوا کی خواری ہے
جب آسا ترشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۳)
گر حرص ہوا اور لالچ کی ہے دولت تیرے پاس دھری
ہاتھ آیا جب سنتوکھ درب تب سب دولت پر دھول پڑی
تو خاک سمجھ اس دولت کو کیا سونا رُوپا لال زری
کر عیش مزے سنتوکھی بن، جے بول مُرلیا والے کی
جب آسا ترشنا دُور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۴)
اس حرص ہوا کے بیجوں کو جو لوبھی دل میں بوتے ہیں
جو ہاتھ پسارے لالچ کر وہ ماتھا کُوٹ کے روتے ہیں
وہ چنتا مارے لوبھ بھرے نت خوار ہمیشہ ہوتے ہیں
اور ہاتھ جنھوں نے کھینچ لیا وہ پانوں پسارے سوتے ہیں
جب آسا ترشنا دُور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۵)
اُس لوبھ بھرے کی گلیوں کی جب مُنھ پر تیرے دھول پڑی
چل لوبھ کے سر پر جُوتی مار اور لوبھی تن پر مار چھڑی
بے چین رہیگا ہر ساعت، آرام نہ ہوگا ایک گھڑی
کر سُمرن کنج بہاری کی، جے بول مُکٹ کی گھڑی گھڑی

جب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۶)
یہ شہد بُرا ہے لالچ کا اس، میٹھے کو مت کھا پیارے — یہ شہد نہیں، یہ زہر نرا اُس زہر اُپر مت جا پیارے
جو مکھی اُس میں آن پھنسی پھر نِکھر ہے لپٹا پیارے — سر پٹکے روئے ہاتھ ملے، ہے لالچ بُری بلا پیارے

جب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۷)
یہ لوبھ تِری پت کھوتا ہے اُس کو بھی لالچ مارے کی — یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
تو ایک نپک کر لالچ پر بن صُورت لال انگارے کی — کر یاد مدن متوارے کی، جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۸)
گر حرص و ہوا کے پھندے میں تو اپنی عُمر گنواوے گا — نہ کھانے کا پھل دیکھے گا نہ پانی کا سکھ پاوے گا
اک دو گز کپڑے تار سوا کُچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا — اے لوبھی بندہ لوبھ بھرے تو مر کر بھی پچتاوے گا

سب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۹)
اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی — پر تجھکو ابتک خبر نہیں اے لوبھی اپنی خواری کی
سنتوکھی سادھ سروپ تج مَنّت نر اور ناری کی — لے نام کشن من موہن کا، جے بول اٹل نبواری کی

جب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی، بم شنکر بولو ہری ہری

(۱۰)
ہے جبتک تجھ میں لوبھ بھرا تو چور اُچکا ٹگرا ہے — ہے پیچ پُرانی پگڑی سے جو سر پر تیرے پگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصّہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے — کُچھ من نہیں، کُچھ میکھ نہیں، سب حرص و ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری

سب چین ہوئے آنند ہوئی بم شنکر بولو ہری ہری

(۱۱)
اب دُنیا میں کچھ خبر نہیں اُس لوبھی کے نستارے کی
ہے کیچڑ اُس پر لپٹ رہی سب حرص و ہوا کے گارے کی
کیا کہیے واکی بات نظیرؔ اُس لوبھی لوبھ سنواسے کی
سب یار و مل کر جے بولو اس بات کی تندُ لارے کی
جب آسا نستا دُور ہوئی اور آئی گت سنتو کھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئی ہم شنکر بولو ہری ہری

نظم نمبر ۲۱۸

مسدّس کریما

در مُناجات باری تعالےٰ

(۱)
سدا دل سے اے مومنِ پاکباز
وضو کر کے پڑھ پنج وقتی نماز
بوقتِ مُناجات باصد نیاز
یہ کہہ اپنے ہاتھوں کو کر کے دراز
کریما بہ بخشائے برحالِ ما
کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا

(۲)
الٰہی تو ستّار و غفّار ہے
مرا یاں گناہوں کا انبار ہے
نہ حامی کوئی نے مددگار ہے
اب اس بیکسی میں تو ہی یار ہے
نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

(۳)
ہوئے جُرم تجھ سے صغیر و کبیر
پڑا ہے تو دامِ گنہ میں اسیر
ذرا خوابِ غفلت سے چونک اے نظیرؔ
دُعا مانگ جلد اور کہہ اے خبیر
نگہدار مارا ز راہِ خطا
خطا در گذار و صوابم نما

در ثنائے پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم

(۴)
ترا دوست ہے وہ جو خیرالوریٰ — محمّد نبی مالکِ دوسرا
کہاں وصف ہو مجھ سے اُس کا ادا — ولیکن ہے میری یہی التجا

زباں تا بود در دہاں جائے گیر
ثنائے محمّد بود دلپذیر

(۵)
وہ شاہِ دو عالم امیرِ اُمَم — بنے واسطے جس کے لوح و قلم
سدا جس کے کُوچے میں ملائک قدم — کروں اُس کا رُتبہ میں کیونکر رقم

حبیبِ خدا اشرفِ انبیا
کہ عرشِ مجید ش بُود متّکا

(۶)
اگرچہ وہ پیدا ہوا خاک پر — گیا خاک سے پھر وہ افلاک پر
مرا جی فدا اُس تنِ پاک پر — تصدق ہوں میں اُس کے فتراک پر

سوارِ جہاں گیرِ یکراں بُراق
کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق

خطاب بہ نفس

(۷)
سفیدی نے ڈالا سیاہی کو دھو — گئی نہ لڑکپن کی تجھ میں سے بو
ذرا اب تو اے مست ہشیار ہو — یہ کیا قہر ہے اے دل زشت خو

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت
مزاجِ تو از حالِ طفلی نگشت

(۸)
کیا تو نے نامہ عمل کا سیاہ — اٹھایا نہ دُنیا سے کچھ زادِ راہ
تجھے اپنی غفلت پہ کچھ ہے نگاہ — غرض اور میں کیا کہوں تجھ سے آہ

همہ با ہوا و ہوس ساختی
دمے با مصالح نہ پرداختی

(۹)
رہا عمر بھر تو گنہ میں اسیر — کر اب کچھ رہائی کی فکر اے شریر
کمانِ اجل نت لگائے ہے تیر — اگر کچھ سمجھ ہے تو پھر کر نظیر

مکن تکیہ بر عمرِ ناپایدار
مباش ایمن از بازیِ روزگار

در مدحِ کرم

(۱۰)
کرم کی میں کیا کیا کہوں خوبیاں — کرم سے ہیں مداح اہلِ جہاں
کرم ہے نکو نامیِ جاوداں — جو کچھ فہم ہے تو یہ تحقیق جاں

دِلا ہر کہ بنہاد خوانِ کرم
بشد نامدارِ جہانِ کرم

(۱۱)
کرم میں وہ خوبی ہے اے مہرباں — کہ ہوتا ہے جس کا ہر اک جا بیاں
زبانِ سے قلم سے قدم سے میاں — کیا کر کرم اور یقین اس کو جاں

کرم نامدارِ جہانت کند
کرم کامگارِ زمانت کند

(۱۲)
کرم کی بہت خوب ہے رسم و راہ — کرم کی ہر اک وقت ہے واہ واہ
کرم سے ہے عیش و طرب عزّ و جاہ — کرم سے ہے سب رُتبہ و دستگاہ

کرم مایۂ شادمانی بود
کرم حاصلِ زندگانی بود

(۱۳)
کرم یاں جنھوں نے کیا ہے مدام — ہوئے ہیں بزرگی سے وہ نیکنام
اُنھیں لوگ کرتے ہیں جھک کر سلام — کرم کا نہایت بڑا ہے مقام

ورائے کرم در جہاں کار نیست
ازیں گرم تر ہیچ بازار نیست

(۱۴) کرم سب کو دُنیا میں آیا پسند ہوئے ہیں جہاں میں وہی سر بلند
کرم کا ہے رُتبہ بہت ارجمند کرم کر سدا گر ہے تو ہوشمند

دلِ عالمے از کرم تازہ دار
جہاں را ز بخشش پُر آوازہ دار

(۱۵) کرم میں جو رکھتے ہیں اپنا قیام تو اُن کا ہی رہتا ہے دُنیا میں نام
نظیر اب تجھے ہے یہ لازم مُدام گھڑی پہروں رات اور صبح و شام

ہمہ وقت شو در کرم مُستقیم
کہ ہست آفرینندۂ جاں کریم

در صفتِ سخاوت

(۱۶) سخاوت کی دُنیا میں ہے جسکو چاہ تو اُس پر نہایت ہے فضلِ اِلٰہ
ہوا وہ خلائق میں باعزّ و جاہ یہی بیت ہے اس سخن کی گواہ

سخاوت کُند نیکبخت اختیار
کہ مرد از سخاوت شود بختیار

(۱۷) خُدا نے اگر تُجھکو زر ہے دیا تو کھا تو بھی اور غیر کو بھی کھلا
جو چاہے کہ ہووے زاہلِ عطا تو مقدور تک اپنے اے دلربا

بلطف و سخاوت جہانگیر باش
در اقلیم لطف و سخا میر باش

(۱۸) خُدا کی عنایت ہے جس شخص پر سخاوت کا وہ سیکھتا ہے ہنر
بڑی قدر ہے اُس کی اے بہرہ ور سخاوت کرے جو ہے صاحب نظر

سخاوت بُوَد کارِ صاحبدلاں
سخاوت بود پیشۂ مقبلاں

(۱۹) ہمیشہ سخاوت کر اے مہرباں
ستاوے گا تجھ کو نہ کوئی یہاں
تو سب عیب تیرے رہیں گے نہاں
نہیں کہ گیا سعدیِ خوش بیاں

سخاوت مسِ عیب را کیمیاست
سخاوت ہمہ دردہا را دواست

(۲۰) سخاوت جو کرتے ہیں یاں اختیار
نظیر اب ہو تو بھی سخاوت شعار
وہی ہیں جہاں میں بڑے ہوشیار
کہ راضی سخی سے ہے پروردگار

مشو تا تواں از سخاوت بری
کہ گوئے بہی از سخاوت بری

در مذمتِ بخیل

(۲۱) بخیلی کا پیشہ ہے جس نے کیا
نہیں اُس کے ملنے میں ہے فائدا
وہ ہوتا ہے یاں گنج کا اژدہا
کنارہ ہے سب صورتوں میں روا

اگر چرخ گردد بکامِ بخیل
ور اقبال باشد غلامِ بخیل

(۲۲) سوا اس کے یہ بھی کیا ہے رقم
نحس اُس کو کہتے ہیں اہلِ کرم
کہ نام اُس کا لیتے نہیں صبحدم
سمجھتے ہیں دریوزہ گر سے بھی کم

اگر در کفش گنجِ قاروں بود
وگر تابعش ربعِ مسکوں بود

(۲۳) جو حشمت بڑی اُس نے پائی ہے یاں
تو اُس میں بزرگوں کا ہے یہ بیاں
ملی اُس کو گر دولتِ جاوداں
اگر تجھ کو حاجت ہے تو بھی بیاں

مکن التفاتے بمالِ بخیل
ببر نام مال و منالِ بخیل

(۲۴) وہ ہے گو جہاں میں بڑا مالدار — ولیکن وہ نظروں میں ہے بیوقار
ذلیل اُس کو کہتے ہیں سب اور خوار — کچھ اُس کی نہیں قدر اے ہوشیار

بخیل ارچہ باشد تونگر بمال
بخواری چو مفلس خورد گوشمال

(۲۵) اگرچہ عبادت ہے اُس کا چلن — ریاضت میں کھینچے ہے رنج و محن
بڑے زُہد کرتا ہے دل سے کٹھن — ولے شاہد اس کا یہی ہے سخن

بخیل ار بود زاہدِ بحر و بر
بہشتی نباشد بحکمِ خبر

(۲۶) جو زر ہے ترے پاس اے مہرباں — تو خرچ اُس کو کر راہِ حق میں میاں
بخیلی میں ہووے گا تیرا زیاں — نظیر اس سخن کو تو تحقیق جاں

سخیاں ز اموال برمے خورند
بخیلاں غمِ سیم و زر مے خورند

در صفت تواضع

(۲۷) تواضع کی خوبی ہو کیا کیا بیاں — یہ پستی بلندی کی ہے نردباں
جو کرتا ہے رسم تواضع عیاں — اُسے دوست رکھتے ہیں اہلِ جہاں

دلا گر تواضع کُنے اختیار
شود خلق دنیا تُرا دوستدار

(۲۸) جو چاہے ملیں تجکو اخلاص مند — تواضع کی کر اُن سے باتیں دوچند
کہ آویں ترے کام سب کو پسند — بزرگوں کا ہے یہ کلامِ بلند

تواضع بود مایۂ دوستی
کہ عالی بود پایۂ دوستی

(۲۹) اگر ہے ترے دل میں یہ مدعا
کیا کر تواضع یہی ہے بھلا
کہ عالم میں رتبہ ہو تیرا بڑا
ہر اک اہلِ معنی سے یوں ہے کہا

تواضع کند مرد را سرفراز
تواضع بود سروراں را طراز

(۳۰) بدن تو نے پایا جو انسان کا
تکبر تو ہے کام شیطان کا
تو ہرگز نہ کر کار حیوان کا
تواضع ہے باعث تری شان کا

تواضع کند ہر کہ ہست آدمی
نزیبد ز مردم بجز مردمی

(۳۱) بڑی یوں تو دولت کی ہیں خوبیاں
کہ یاں نام اور سیر فردوس واں
ولے ہے تواضع کی وہ عزو شاں
کہا ہے بزرگوں نے اے مہرباں

تواضع کلید درِ جنت است
سرافرازی و جاہ را زینت است

(۳۲) تواضع اگر ہو گا تیرا شعار
تواضع کو مت چھوڑ اے ہوشیار
بڑھے گا ترا سب میں عز و وقار
یہ معنے ہیں اس بیت کے آشکار

تواضع بود حرمت افزائے تو
کند در بہشت بریں جائے تو

(۳۳) اگر ہے جہاں میں تجھے دستگاہ
تواضع سے بڑھتی ہے توقیر و جاہ
تواضع پہ لازم ہے ہر دم نگاہ
یقیں کر تو ہے قولِ سعدی گواہ

تواضع زیادت کند جاہ را

که از مهر پرتو بود ماه را

(۳۴) اگر چاہیے تجھکو یاں اعتبار ۔ بزرگی ملے اور بڑا ہو وقار
کرے تجھکو دل سے ہر اک شخص پیار ۔ تو اسکو یقیں جان اے غمگسار

تواضع عزیزت کند در جہاں
گرامی شوی پیش دلہا چو جاں

(۳۵) دل اپنے میں تخمِ تواضع کو بو ۔ عمل کا ترے کھیت تو سبز ہو
تواضع بغیر ایک دم کو نہو ۔ یہی یاد رکھ دل میں اے نیک خو

کسے را کہ عادت تواضع بود
ز جاہ و جلالش تمتع بود

(۳۶) ملے تجھ سے جو اس سے جھک کر تو مل ۔ کھلا غنچۂ دل کو اور تو بھی کھل
تواضع کو رکھ آپ سے متصل ۔ بلندی اسی میں ہے اے صاف دل

تواضع مدار از خلائق دریغ
کہ گردن ازاں برکشی ہمچو تیغ

(۳۷) ملی جن کو ہے عقل میں امتیاز ۔ وہی جھکتے ہیں سب سے با صد نیاز
ثمر سے ہے ڈالی کو جھکنے میں ناز ۔ اسی بات میں سب پہ کھلتا ہے راز

تواضع کند ہوشمندِ گزیں
نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمیں

(۳۸) تواضع جو کرتے ہیں اس جا امیر ۔ وہ ہیں نیک پیشِ صغیر و کبیر
وہ ہوتے ہیں سب کے بہت دلپذیر ۔ جو دیکھا تو سچ ہے یہ بات اے نظیر

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوے اوست

(۳۹)
نہین پاس رکھتا جو یان سیم وزر
اُسے سب لوگ کہتے ہین نیکو سیر
اور اُس مین تواضع کا کچھ ہے اثر
وہ لے قولِ سعدی ہے اے پرگہر

کسے را کہ گردن کشی در سر ست
تواضع ازو یافتن خوشتر ست

در مذمتِ تکبر

(۴۰)
تکبر جو کرتا ہے یان ہر گھڑی
تکبر سے ہے ربطِ بیدانشی
وہ کھینچے ہے آخر کو شرمندگی
اگر ہے تو عاقل تو بھولے سے بھی

تکبر مکن زینہار اے پسر
کہ روزے ز دستش در آئی بسر

(۴۱)
تکبر جو کرتا ہے یان اختیار
حذر اُس سے رکھتے ہین اہلِ وقار
وہ رہتا ہے لوگون کی نظرون مین خوار
یہی یاد رکھ دل مین اے ہوشیار

کسے را کہ خصلت تکبر بود
سرش پر غرور از تصور بود

(۴۲)
تکبر سے ہوتا ہے جو آشنا
تکبر سے کر خوف اے پارسا
وہ بیگانۂ عقل ہے دائما
تکبر کی زشتی کہون تا کجا

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

(۴۳)
بہت کھینچتا ہے جو اپنے تئیں
جو نادان ہیں واقف وہ اس سے نہیں
وہ گرتا ہے آخر بروئے زمیں
ولیکن یقین جان اے ہمنشیں

تکبر بود عادت جاہلان
تکبر نیاید ز صاحبدلان

(۴۴) جنھیں عقل اور ہوش کا ہے خیال
نہیں چلتے ہرگز تکبّر کی چال
وہ رکھتے ہیں یاں عاجزی کے خصال
یہاں اس سخن کی یہی ہے مثال

تکبّر بود مایۂ مُدبری
تکبّر بود اصلِ بدگوہری

(۴۵) تکبر کی زشتی ہے سب پر عیاں
سمجھ بُوجھ مت کر تو اپنا زیاں
سُنا تو نے کچھ کچھ تو اُس کا بیاں
نظیر اب تعجّب ہے یہ درمیاں

چو دانی تکبّر چرا مے کُنی
خطا مے کنی و خطا مے کُنی

در فضیلتِ علم

(۴۶) جسے دولتِ علم کہتے ہیں یاں
نکر جہل، پڑھ دل سے ای مہرباں
وہی دولتِ بے خطر ہے میاں
کہ ہے علم ہی دولتِ جاوداں

بنی آدم از علم یابد کمال
نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

(۴۷) فضائل کی تجھ کو اگر ہے ہوس
وگر معرفت چاہے اے نکتہ رس
پڑھا کر تو اور علم سے کر نہ بس
تو ہر حال میں، ہر گھڑی ہر نفس

چو شمع از پے علم باید گُداخت
کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

(۴۸) تجھے علم تحصیل کرنا ہے یاں
اسی کی تو خواہش میں رہ ہر زماں
تلاش اُس کی ہے فرض تجھ پر میاں
یقین جان لے اس کو ای مہرباں

طلب کردنِ علم شد بر تو فرض
دگر واجبست از پیش قطعِ ارض

(۴۹) عجب دولتِ علم کا ہے اثر
بڑھے دمبدم اور رہے بے خطر
کرے خرچ اُس کو جو شام و سحر
جو بے علم ہے کیا وہ سمجھے مگر

خردمند باشد طلبگارِ علم
کہ گرم است پیوستہ بازارِ علم

(۵۰) اسی فن کو کہتے ہین کسبِ کمال
اسی سے دلائل اسی سے مثال
اسی کی کتابون مین ہے قیل وقال
تو لازم ہے یون اے ہمایون خصال

برو دامنِ علم گیر استوار
کہ علمت رساند بدار القرار

(۵۱) اسی سے معارف کی تحریر ہے
اسی سے معانی کی تفسیر ہے
اسی سے حقائق کی تقریر ہے
یہی نیکبختی کی جاگیر ہے

کسے راکہ شد درازل بختیار
طلب کردنِ علم کرد اختیار

(۵۲) فقیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
وزیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
امیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ
دبیری جو کرتا ہے تو علم پڑھ

تُرا علم در دین و دُنیا تمام
کہ کارِ تو از علم گیرد نظام

(۵۳) یہی علم بس سب کی توقیر ہے
جو بے علم ہے اُس کی تحقیر ہے
بُزرگی کی چہرے پہ تنویر ہے
نظیر اب یہی نیک تدبیر ہے

میاموز جز علم گر عاقلی
کہ بے علم بودن بود غافلی

در امتناع از صحبتِ جاہلان

(۵۴)	نہیں علم ہے یاں جنھون نے پڑھا	اُنھین لوگ کہتے ہین جاہل سدا
	نہین بیٹھ تو پاس اُن کے ذرا	غرض اُن کے نزدیک ہرگز نہ جا
	دلا گر خردمندی و ہوشیار	
	مکن صحبتِ جاہلان اختیار	
(۵۵)	جو ہے جاہل اُس کے نہ جا متصل	نہ اُن کے سخن سے تو جون غنچہ کھل
	سدا دور ہو اُس سے ہرگز نہ مل	جو چاہے بزرگی تو اے صاف دل
	زجاہل گریزندہ چون تیر باش	
	نیامیختہ چون شکر شیر باش	
(۵۶)	نکر ربط جاہل سے ہرگز بجان	ترا اُس کے ملنے سے ہوگا زیان
	حذر دل مین کر اُس سے تو ہر زمان	کہا ہے بزرگون نے یون اے میان
	زجاہل حذر کردن اولےٰ بود	
	کز و ننگِ دنیا و عقبےٰ بود	
(۵۷)	جو کرتا ہے جاہل وہ بہتر نہیں	جو کہتا ہے جاہل وہ ہے بدترین
	سمجھ نیک اُس کو نہ اے خوش یقین	کہ جاہل ہے بدعاقبت اور لعین
	ز جاہل نیاید جز افعالِ بد	
	وزو نشنود کس جز اقوالِ بد	
(۵۸)	نکر جاہلون کی محبت پسند	نڈال اپنی گردن مین ہرگز کمند
	نہ دے اُس کی اُلفت مین دل کو گزند	یہ قول بزرگان ہے اے ہوشمند
	ترا اژدہا گر بود یار غار	
	ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار	
(۵۹)	جہالت مین رہتا ہے جو مُبتلا	نہیں اُس کو عُقبےٰ سے حاصل ذرا

	ہے اور اک جنکا نہایت رسا		انھیں نے ہے تصدیق دل سے کیا

سرانجامِ جاہل جہنم بود
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

(۶۰)	تجھے عاقلوں سے جو صحبت ہے یاں عداوت سے اُن کی نہیں کچھ زیاں		غنیمت سمجھ اُن سے مِلنا میاں یہ قولِ بزرگاں ہے اے مہرباں

اگر خصمِ جان تو عاقل بود
بہ از دوستدارے کہ جاہل بود

(۶۱)	جنھوں نے جہالت کا شیوہ کیا کبھی نے نہیں اُن کو رتبہ دیا		ہر اک اُن سے رہتا ہے دل میں خفا سبھوں نے یہی اُن کے حق میں کہا

سرِ جاہلاں بر سر دار بہ
کہ جاہل بخواری گرفتار بہ

(۶۲)	جہالت کا جس شخص میں ہے خمیر ذلیل اُس کو کہتے ہیں برنا و پیر		وہ رہتا ہے خفت مین ہر دم اسیر جو دیکھا تو سچ بات ہے اے نظیر

چو جاہل کسے در جہاں خوار نیست
کہ ناداں تر از جاہلی کار نیست

درصفت عدل

(۶۳)	ہوا ہے جو عالم میں تو بادشا سبب عدل ہے اس عنایات کا		دیا ہے تجھے ملک و تاج و لوا سمجھ یہ سخن اے شہِ مہ لقا

چو ایزد ترا این ہمہ کام داد
چرا بر نیاری سرانجام داد

(۶۴)	کرے گا جو تو عدل کا کاروبار		بڑھے گا ترا جاہ اور اقتدار

	عدالت سے ہے رتبۂ شہریار	تو رکھ یاد اے خسروِ کامگار

چو عدل است پیرایۂ خسروی
چرا عدل را دل نداری قوی

(۶۵)	جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام صفت اُن کی ہوتی ہے ہر صبح و شام	وہ رہتے ہیں عالم میں نت نیک نام سمجھ اُس کو اے شاہِ عالی مقام

چو نوشیرواں عدل کرد اختیار
کنوں نام نیک است ازو یادگار

(۶۶)	رہے گی تری عدل پر جو نگاہ اگر ہے تجھے مال و حشمت کی چاہ	تو دولت رہے گی تری دیرگاہ تو اُس کو یقیں جان اے بادشاہ

ترا مملکت پایدارے کند
اگر معدلت دستیاری کند

(۶۷)	جو عادل رہے گا تو شام و سحر رہے گی تری مملکت خوب تر	کہیں گے تجھے خسروِ دادگر یہ خوبی جو چاہے تو اے بہرہ ور

جہاں را بانصاف آباد دار
دلِ اہلِ انصاف را شاد دار

(۶۸)	کرے گا جو تو معدلت روز و شب تری نیک نامی کا ہے یہ سبب	تو ہوگا ترا سب میں عادل لقب سمجھ اُس کو اے شاہِ عالی نسب

ترا زین بہ آخر چہ حاصل بود
کہ نامت شہنشاہِ عادل بود

(۶۹)	بڑھائے یہاں عدل عزّ و وقار عدالت سے ہوتے ہیں سب کامگار	وہاں بھی ملے رتبہ و اعتبار اسے گوشِ دل سے سُن اے شہریار

جہاں را بہ از عدل معمار نیست
کہ بالا تر از معدلت کار نیست

(۷۰)
ہوئی جس کو یاں معدلت دلپذیر
بہت خوش ہیں اُس سے صغیر و کبیر
بڑا صاحبِ بخت ہے وہ امیر
جو کی غور دل میں تو سچ ہے نظیر

ز تاثیرِ عدل ست آرامِ ملک
کہ از عدل حاصل شود کامِ ملک

در مذمتِ ظلم

(۷۱)
سعادت سے ہوتے ہیں جو بہرہ ور
سعادت کا ہے کب ستم میں اثر
تعدی وہ کرتے نہیں اور پر
میاں اس سخن کو بدل غور کر

اگر خواہی از نیک بختی نشان
در ظلم بندی بر اہلِ جہان

(۷۲)
ہر اک دل کو ہے خوف اس سے بڑا
ستم کا ہے پیشہ نہایت بُرا
کسی پر نہ رکھ ظلم کو تو روا
جو چاہے زمانے میں اپنا بھلا

مدہ رُخصتِ ظلم در ہیچ حال
کہ خورشیدِ مِلکت نیابد زوال

(۷۳)
گلِ حکم کی گر تو دیکھے بہار
نہ بیداد سے رکھ کسی دل پہ بار
تو کر ظلم کا دُور خاطر سے خار
سمجھ لے یہی بات اے کامگار

خرابی ز بیداد بیند جہاں
چو بستان خرم ز بادِ خزاں

(۷۴)
ترے گھر جو ہے سلطنت کا نشاں
اسی میں ہے بس راحتِ جاوداں
تو کر ظلم کو شہر سے بے نشاں
یہی تجھ کو لازم ہے اے مہرباں

رعایت دریغ از رعیت مدار
مرادِ دل داد خواہاں بر آر

(۷۵) جو کرتا ہے یاں ظلم کو اختیار
بُرا اُس کو سے کہتے ہیں لیل و نہار
وہ ہوتا ہے دُنیا و عقبےٰ میں خوار
سمجھ رکھ یہی بات اے تاجدار

ستم بر ضعیفان مسکیں مکن
کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن

(۷۶) ستم کی نہ چل ایک دم بھی تو راہ
نکم ظلم سے خلق کو تو تباہ
ستانا دلوں کا بڑا ہے گناہ
رکھ اے باہنر اس سخن پر نگاہ

ستم کش گر آہے برآرد ز دل
زند سوز او شعلہ در آب و گل

(۷۷) سکھا وے تجھے ظلم کا جو شعار
اُٹھا آہ کا مت دلوں سے شرار
ترا دشمنِ جاں ہے وہ نابکار
اگر خیر چاہے تو اے کامگار

بآزارِ مظلوم مسائل مباش
ز دودِ دلِ خلق غافل مباش

(۷۸) ستم کی روش جس نے دنیا میں لی
ملی عاقبت میں بھی شرمندگی
ہوئی اُس کو حاصل نہ کچھ بہتری
جو کچھ ہوش ہے تجھ میں تو اے قوی

مکن بر ضعیفان بیچارہ زور
بیندیش آخر ز تنگی گور

(۷۹) جو کرتا نہیں ظلم سے اجتناب
سمجھتا نہیں ہے وہ خانہ خراب
وہ ہوتا ہے آخر اسیر عقاب
ستانا دلوں کا بڑا ہے عذاب

مکن مردم آزاری اے تندرائے

کہ ناگہ رسد بر تو قہرِ خدائے

(۸۰) ستم کی جو رکھتا ہے یارو بنا | تو رہتے ہیں سب لوگ اُس سے خفا
نظیر اس سخن کو کہے تا کُجا | یہ نکتہ ہے اہلِ خرد کا بجا

کسے کآتشِ ظلم زد در جہاں
برآورد از اہلِ عالم فغاں

در صفتِ قناعت

(۸۱) خدا کا بڑا جس پہ احسان ہے | قناعت کے گھر کا وہ مہمان ہے
بڑی آبرو اُس کی اور شان ہے | خوشی خرمی اُس کو ہر آن ہے

دلا گر قناعت بدست آوری
در اقلیمِ راحت کنی سروری

(۸۲) قناعت کی دولت ہے جس پاس یاں | وہ رہتا ہے آرام سے ہر زماں
نہیں خطرہ آتا کوئی درمیاں | تو دُنیا کی دولت سے اے مہرباں

غنی گر نباشی مکن اضطراب
کہ سلطاں نخواہد خراج از خراب

(۸۳) قناعت سے ہوتا ہے جو بہرہ ور | نہیں دیکھتا ہے کسی کا وہ در
بصد عیش رہتا ہے وہ اپنے گھر | اسے غور کر دل میں اے پُر ہنر

قناعت تونگر کند مرد را
خبر دہ حریصِ جہاں گرد را

(۸۴) فقیری کے رُتبے پہ کی جب نگاہ | تو اُس کا ہے کچھ اُور ہی عزّ و جاہ
اگرچہ ہے سختی سے ہونا تباہ | و لے جان لے اُس کو لطفِ آلٰہ

ندارد خرد مند از فقر عار

	کہ باشد غنی راز فقر افتخار		
(۸۵)	قناعت کی دولت ہے یاں اس قدر ہر اک وقت رہتی ہے حق پر نظر		نہ سمجھے جسے دولتِ سیم و زر جو دیکھا تو دنیا میں شام و سحر
	غنی را ز زر و سیم آرایش است و لیکن فقیر اندر آسایش است		
(۸۶)	قناعت ہے سرمایۂ افتخار تجھے جس طرح رکھے پروردگار		قناعت میں ہے خوبی و اعتبار اُسی میں تو راضی رہ اے دوستدار
	قناعت بہر حال اولےٰ تر است قناعت کند ہر کہ نیک اختر است		
(۸۷)	قناعت سے ہوتا ہے جو آشنا اُسے دے ہے عشرت کا عُسرت مزا		وہی کام کرتا ہے یاں عقل کا جفائے فلک سے تو اے باصفا
	اگر تنگدستی ز سختی منال کہ پیش خردمند ہیچ است مال		
(۸۸)	کرے دل جو مہر قناعت منیر اُسے لوگ کہتے ہیں روشن ضمیر		وہ ہے موردِ نورِ لطفِ قدیر تجھے بھی ہے لازم یہاں اے نظیر
	ز نور قناعت بر افروز جاں اگر داری از نیکبختی نشاں		
	در مذمت حرص		
(۸۹)	تجھے ہے مگو حرص کا جو نشا میاں یہ تقاضا نہیں عقل کا		اسی سے نہیں ہوش تیرا بجا سوا اس سخن کے کہوں تجھ سے کیا
	ایا مبتلا گشتہ در دام حرص		

شدہ مست و لاعقل از جام حرص

(۹۰)
جو لالچ سے ہے جمع تو نے کیا — فراہم کرے گا گر اُس کے سوا
نہیں اُس سے مطلق تجھے فائدہ — یہ ہمراہ تیرے نہیں جائے گا

گرفتم کہ اموال قارون تراست
ہمہ دولتِ رُبع مسکوں تراست

(۹۱)
یہ اسباب ہے جو ترے روبرو — سمجھو نہ اپنا اسے تو کبھو
نہ کر اس کی تحصیل میں جستجو — نہیں حالِ قارون سے آگاہ تو؟

بخواری شد آخر گرفتارِ خاک
چو بیچارگاں با دلِ دردناک

(۹۲)
جو لینا ہے کچھ زندگی کا مزا — تو خوش ہو اسی میں جو کچھ مل گیا
میاں حرص کی راہ ہرگز نہ جا — سمجھ اس سخن کو تو دل میں ذرا

ہر آنکس کہ در بندِ حرص اوفتاد
دہد خرمنِ زندگانی بباد

(۹۳)
نہ رکھ حرص کا دوش پر اپنے بار — نہیں زر کے رہنے کا کچھ اعتبار
یہ کرتا نہیں ایک جا پر قرار — تو اس آتشِ غم میں لیل و نہار

چرا اے گدازی ز سودائے زر
چرا اے کشی بارِ محنت چو خر

(۹۴)
نہیں حرص کی کچھ بھلی رسم و راہ — تو اپنے تئیں اس میں مت کر تباہ
دکھا دے گی ذلت تجھے حبِّ جاہ — تو بیتاب ہو کر میاں خوانخواہ

چرا اے کنی محنت از بہرِ مال
کہ خواہد شدن ناگہاں پائمال

(۹۵) اگرچہ رواں زر سے ہیں کاروبار
ذرا صبر کر اور نہ ہو بیقرار
پر اتنی بھی مت حرص کر اختیار
کہاں تک کہوں تجھ سے اے میرے یار

چناں عاشق روئے زر گشتۂ
کہ شوریدہ احوال و سر گشتۂ

(۹۶) نہ ہو حرص کا اس قدر آشنا
نہیں اس میں حاصل ندامت سوا
تجھے حرص کرنے میں خوبی ہے کیا
کہوں کیا تجھے تو ہے زر پر فدا

چناں دادۂ دل بہ نقش درم
کہ ہستی ز ذوق نقش ندیم ندم

(۹۷) تجھے حرص کرنے سے کچھ بھی ہے ڈر
یہی دھیان ہے تجھ کو شام و سحر
نہیں نفع اس میں تجھے جز ضرر
درندوں سے ہے نفس تیرا بتر

چناں گشتۂ صید بہر شکار
کہ یادت نیاید ز روزِ شمار

(۹۸) اگر زندگی کا تو ہے قدر داں
بھلے اور بُرے میں تفاوت یہاں
تو زر کی ہوس میں نہ کر رائیگاں
اگر جانتا ہے تو اے مہرباں

مکن عمر ضائع بہ تحصیل مال
کہ ہم نرخ گوہر نباشد سفال

(۹۹) جسے دولت دین ہے یاں دلپذیر
نہ ہو فکرِ دُنیا میں ہرگز اسیر
اُسی کو ہے واں شادمانی کثیر
کہا ہے بزرگوں نے یوں اے نظیر

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہرِ دُنیا دہد دین بباد

در صفتِ وفا

(۱۰۰) محبت میں ہیں وہ جو اہلِ وفا | تو اُن کا ہے اُلفت میں رُتبہ بڑا
بہت مُعتمد ہیں وفا آشنا | اگر تجھ کو بھی چاہیے مرتبا

دلا در وفا باش ثابت قدم
کہ بے سکہ رائج نباشد درم

(۱۰۱) جو ثابت قدم دوستی میں جیے | دل اپنے وفا میں اُنھوں نے دیے
محبت کی تو بھی اگر مے پیے | تو کیجو نہ ترکِ وفا کس لیے؟

بود بے وفائی سرشتِ زناں
میاموز کردارِ زشتِ زناں

(۱۰۲) جو چاہے کہ سب خلق ہو دوستدار | تو کر دل سے مہر و وفا اختیار
اگر دوستی کے چمن کی بہار | تُجھے دیکھنی ہے تو اے گلعذار

مکن بیوفائی چو دورِ سپہر
متاب از رخِ دوستاں روے مہر

(۱۰۳) جو ملتا رہے گا تو یاروں سے یاں | تو پھر خوش رہیگا دلِ دوستاں
وگر اُن سے ہوگا جدا اک زماں | تو پھر قول اُستاد کا ہے عیاں

جُدائی زاحباب کردن خطاست
بُریدن زیاراں خلاف وفاست

(۱۰۴) نہیں جن کے دل میں وفا کا نشاں | وہ شرمندہ یاروں سے رہتے ہیں یاں
سبک ہیں وہ نزدیک پیر و جواں | جو چاہے بزرگی تو اے مہرباں

مگرداں زکوئے وفا روے دل
کہ در روے جاناں نباشی خجل

(۱۰۵) ترے دوست جتنے ہیں اور غمگسار | تو آزردہ اُن کو نہ کر زینہار

ستمگر نہیں ہوتے اُلفت شعار — جو کی ہے محبّت تو اے دوستدار

منہ پائے بیروں زکوئے وفا
کہ از دوستاں مے نیرزد جفا

(۱۰۶) اگر دامِ اُلفت میں تو ہے اسیر — وگر دوستی ہے تجھے دلپذیر
توکر دل میں حسنِ وفا جائے گیر — اسی بات کو یاد رکھ اے نظیر

بزراہِ وفا گر نہ پیچی عناں
شوی دوست اندر دلِ دشمناں

درصفتِ طاعت

(۱۰۷) جو رہتے ہیں طاعت میں شام و سحر — اُنھیں کو ہے عزّو شرف بیشتر
کہاتے ہیں عالم میں روشن گہر — بہت سچ ہے جو کہ گیا نکتہ ور

بکسے راکہ اقبال باشد غلام
بود میلِ خاطر بطاعت مدام

(۱۰۸) جو مشغولِ طاعت ہیں لیل و نہار — بڑی اُن کی عزّت ہے اور اعتبار
بزرگی میں نام اُن کا ہے یادگار — یقیں ہے یہی بات اے باوقار

اگر بندی از بہرِ طاعت میاں
کشاید درِ دولتِ جاوداں

(۱۰۹) جو رکھتے ہیں طاعت کا چہرے پہ نور — خجل مہر ہوتا ہے اُن کے حضور
جو چاہے کہ ہو تیرگی دل سے دور — تو اُسکو سمجھ رکھ تو اے پُر شعور

زطاعت بود روشنائیِ جاں
کہ روشن زخورشید باشد جہاں

(۱۱۰) جو رکھتے ہیں طاعت سے آرامِ جاں — وہی لوگ عقبےٰ میں ہوں شادماں

ملے گا انھیں کو جہاں میں مکاں ۔ تجھے ہے اگر ترسِ دوزخ میاں

بآبِ عبادت وضو تازہ وار
کہ فردا ز آتش شوی رستگار

(۱۱۱) جنھیں ہے شب و روز طاعت سے کام ۔ مُطیع اُن کا رہتا ہے عالم مُدام
بھلا اُنکو کہتے ہیں سب خاص و عام ۔ یہ خُوبی عیاں ہے تو پھر صُبح و شام

نشاید سر از بندگی تافتن
کہ دولت بطاعت تواں یافتن

(۱۱۲) جو طاعت سے دل کو لگاتے ہیں یاں ۔ سعید اُن کو کہتے ہیں اہلِ جہاں
اُنھیں میں تو روشن دلی کی ہے شاں ۔ جو دیکھا تو عالم میں اے مہرباں

سعادت ز طاعت میسر شود
دل از نورِ طاعت منوّر شود

(۱۱۳) جو کرتے ہیں طاعت کو یاں اختیار ۔ شب و روز کہتے ہیں طاعت سے کار
وہی ہیں ہُنر مند اور بختیار ۔ اسی پر نظر کر لے اے ہوشیار

ز طاعت نہ پیچد خرد مند سر
کہ بالائے طاعت نباشد ہُنر

(۱۱۴) ہوئے ہیں جو طاعت سے روشن ضمیر ۔ اُنھیں خلق کہتی ہے پیر اور فقیر
جو چاہے کہ دل ہو تجلّی پذیر ۔ تو لازم ہے تجکو بھی پھر اے **نظیر**

پرستندۂ آفرینندہ باش
در ایوانِ طاعت نشینندہ باش

در صفتِ عبادت

(۱۱۵) جنھیں حق پرستی ہے یاں بیشتر ۔ بڑے وہ تو انگر ہیں اور بختور

	صفت اُن کی ہوتی ہے شام وسحر	دلا تو بھی اس کو یقیں جان کر	
	اگر حق پرستی کُنی اختیار شود دولتت ہمدم و بختیار		
(۱۱۶)	جو رکھتے ہیں یاں دولتِ اتقا ملے ہے سعادت اُنھیں بر ملا	دل اُن کا ہے پاکیزگی سے بھرا بھلا اپنا چاہے تو اُسے باصفا	
	زتقوے چراغِ رواں برفروز کہ چوں نیکبختاں شوی نیکروز		
(۱۱۷)	جو پڑھتے ہیں خالق کی دل سے نماز جو چاہے کہ ہو جاوے تو سرفراز	ملے ہے اُنھیں عزت و امتیاز تو دائم جہاں میں پہ عجز و نیاز	
	نماز از سر صدق برپاے دار کہ حاصل کُنی دولت پایدار		
(۱۱۸)	نہیں فسق سے کام کوئی بتر تجھے اُس سے لازم ہے کرنا حذر	تو دامن کو اُس سے نہ آلودہ کر اُسی کو یقین جان اے بہرہ ور	
	اگر دُور باشی ز فسق و فجور نباشی زگلزار فردوس دُور		
(۱۱۹)	جو سمجھے شریعت کی باتیں بجا نظیر اُس کو محشر میں خطرہ ہے کیا	کرے پیروی اُن کی دل سے سدا سخن ہے یہ اہل خرد نے کہا	
	کسے را کہ از شرع باشد شعار نترسد ز آشوب روزِ شمار		

درمذمت عصیاں

(۱۲۰)	بُرائی ہے عصیاں میں بالکل میاں	نہیں کچھ بھلائی کا اُس میں نشاں

جو خوشنودیِ خالقِ دو جہاں — تجھے چاہیے ہے یہاں اور وہاں

دلا عزمِ عصیاں مکن زینہار
کہ فردا نباشی ز حق شرمسار

(۱۲۱) جو ہوتے ہیں دُنیا میں عصیاں شعار — وہی کھینچتے ہیں ندامت کے بار
اگر ہے تو کچھ عاقل و ہوشیار — تو اس کو یقیں جان اے غمگسار

زعصیاں کند ہوشمند احتراز
کہ از آب باشد شکر را گداز

(۱۲۲) کرے گا گنہ تو جو یاں روز و شب — تو ہوگا ترا اسب ہیں عاصی لقب
ترا نورِ دانش چھپے گا یہ سب — سمجھ رکھ یہی دل میں اے با ادب

کند نیکبخت از گنہ اجتناب
کہ پنہاں شود نورِ مہر از سحاب

در تعریفِ شکر

(۱۲۳) تجھے شکر کرنے سے ہے افتخار — تجھے شکر کرنے سے ہے اعتبار
کہ شکر آب ہے تو شجر میوہ دار — تامل کر اور غور اے ہوشیار

ز شکرِ جہاں آفریں سرمتاب
کہ در باغِ دیں شکر او ہست آب

(۱۲۴) جو کرتے ہیں یاں شکر شام و سحر — فزوں نعمت اُنکی ہے اور سیم و زر
اگر دولت و بخت کا کچھ اثر — تجھے دیکھنا ہے تو اے بہرہ ور

زیادت کند شکر جاہ و جلال
زیادت کند شکر مال و منال

(۱۲۵) جو ہیں رُتبۂ شکر کے قدرداں — نہیں شکر سے چپ وہ رکھتے زباں

کیا کرتے ہیں دمبدم شکر یاں — تجھے بھی یہ لازم ہے اے مہرباں

نفس جز بہ شکرِ خدا بر میار
کہ واجب بود شکرِ پروردگار

(۱۲۶) جو کچھ نعمتیں تجھ کو بخشی ہیں یاں — وہ ہیں بے زباں اور تری اک زباں
کرے گا تو کس کس کا شکر اے میاں — جو شاکر ہے تو اس کو تحقیق جاں

اگر شکرِ حق تا بروزِ شمار
گزاری نباشد یکے از ہزار

(۱۲۷) نہ دے شکر سے تو کبھی لب کو قرار — زباں کو ہلا شکر میں بار بار
نظیر اس سخن کو تو کر اعتبار — ادا گرچہ تجھ سے نہ ہو زینہار

ولے گفتنِ شکر اولےٰ تراست
کہ اسلام را شکر او زیور است

در صفتِ صبر

(۱۲۸) صبوری کی دولت بڑی ہے میاں — جنھیں ہے وہ رکھتے ہیں آرامِ جاں
ہر اک اس سے خوش دل ہے اور شادماں — صبوری کی کیا کیا کہوں خوبیاں

دلا گر صبوری کنی اختیار
بدست آوری دولتِ پایدار

(۱۲۹) صبوری میں ہے اس قدر مرتبا — کہ ہے صابروں کے دلوں پر لکھا
نہیں لکھی جاتی ہے اس کی ثنا — غرض یہ سخن سن تو اے پارسا

صبوری بود کارِ پیغمبراں
نہ پیچند زیں روے دیں پروراں

(۱۳۰) صبوری کی رہ میں تو رکھ کر قدم — نہ مقصد کے ملنے سے ہو پرالم

نہ آنے دے خاطر میں کچھ درد و غم — یقیں کر اسی بات پر دم بہ دم

صبوری ترا کامگاری دہد
ز رنج و بلا رستگاری دہد

(۱۳۱) صبوری جو کرتے ہیں یاں صبح و شام — تو اُن کے صبوری سے جاری ہیں کام
ملے ہے اُنھیں رتبۂ و احترام — یقیں کر یہی بات اے نیکنام

صبوری کشاید درِ کامِ جاں
کہ جز صابری نیست مفتاحِ آں

(۱۳۲) صبوری کرے گا جو دل سے یہاں — تو ہوگی ترِی اس میں خوبی عیاں
نہ گھبرا کسی کام میں میری جاں — نصیحت پہ سعدی کی رہ جاوداں

صبوری کنی گر ترا دیں بود
کہ تعجیل کارِ شیاطیں بود

(۱۳۳) جو کچھ ہے ترا مقصد و مدّعا — نہیں گر وہ جلدی سے ہوتا روا
بر آنے میں اس کے میاں غم نہ کھا — یقیں اس کو تو جان اے دلرُبا

صبوری کلیدِ درِ آرزوست
کشایندۂ کشورِ آرزوست

(۱۳۴) جو کچھ آرزو جی میں ہے تیری یاں — غم ملنے کا ہے رنج دل میں نہاں
جو چاہے ملے تجکو اُس کا نشاں — اسی کو یقیں دل میں رکھ جاوداں

صبوری برآرد مرادِ دلت
کہ از عالماں حل شود مشکلت

(۱۳۵) اگر ہے تو دامِ بلا میں اسیر — وگر ہے تری طبع کلفت پذیر
نہ لا رنج دل میں قلیل و کثیر — کہا ہے بزرگوں نے یوں اے نظیر

صبوری بہر حال اولےٰ بود
کہ در ضمنِ آں چند معنےٰ بود

در صفت شرابِ عشق گوید

(۱۳۶) مئے عشق ہے وہ نشاط التیام
اُنھیں کو ہے دن رات عیشِ مُدام
کہ اُس کا نشا ہے جنھیں صبح و شام
تو بس جلد لے کر صُراحی و جام

بدہ ساقی آں آبِ آتش لباس
کہ مستی کند اہلِ دل التماس

(۱۳۷) وہ مَے جس سے ہے چشمِ دل کو نگاہ
وہ ہے جانِ عشاق بے اشتباہ
نہ کیونکر ہو سو جان سے اُس کی چاہ
بہار اُس کی کیا کیا کہوں واہ واہ

مے لعل در ساغرِ زرنگار
بود روح پرور چو لعلِ نگار

(۱۳۸) جنھیں شوق ہے یاں مئے عشق کا
چڑھا ہے جو اُس مَے کا اُن کو نشا
عجب اُن کے دل کو ہے ملتا مزا
تو کیفیت اُس کی کہوں اب میں کیا

خوشا لذتِ شوق اربابِ عشق
خوشا لذتِ ذوق اصحابِ عشق

(۱۳۹) جو عشاق ہیں اُن سے مت کر حجاب
دل اُن کا جو کرتا ہے مست و خراب
اُنھیں لُطف سے اپنے کر کامیاب
تو لا ساقیا بھر کے جامِ شراب

شرابے چو لعلِ رواں بخش یار
شرابے مصفّا چو روئے نگار

(۱۴۰) جو ہے عاشقوں کو غمِ جاں گزا
جو چاہے خمار اُن سے ہووے جُدا
تجھے اُسکی لازم ہے کرنی دوا
تو جلدی سے آ اے ساقیِ دلرُبا

بیار آں شرابے چو آب حیات
کہ یابد زبویش دل از غم نجات

(۱۴۱) وہ سُرخی نہیں انکھوں مین بھر رہی
کبھی سرخوشی اور کبھی بے بسی
عجب مشعلِ عشق روشن ہوئی
کہون کیا مین اس کے سوا اُس گھڑی

خوشا مے پرستی ز صاحب دلان
خوشا ذوقِ مستی ز اہلِ دلان

(۱۴۲) کیا جس نے دل دوستی پر فدا
رہا مُلتجی جلوۂ یار کا
قدم راہِ اُلفت مین اپنا رکھا
صفت اُس کی یارو کہون اَور کیا

خوشا دل کہ دارد تمنائے دوست
خوشا دل کہ در بند سودائے اوست

(۱۴۳) جو مُشتاقِ نظارۂ یار ہے
اُسے کب کسی سے یہاں کار ہے
اُسی کو محبت سزاوار ہے
نظیر اُس کے لب پر یہ ہر بار ہے

خوشا دل کہ شیدا است بر روے دوست
خوشا دل کہ شد منزلش کوی دوست

در صفتِ راستی

(۱۴۴) جو رستے ہین یاں راستی مین کمال
دل اُن کا چمکتا ہے اختر مثال
وہی سے فی الحقیقۃ ہین فرخندہ حال
اُنھیں نیک باتوں پہ کرکے خیال

ولا گر کُنی راستی اختیار
شود دولتت ہمدم و بختیار

(۱۴۵) جو رستے ہین یاں راستی کا اثر
اسی حُسن و خوبی پہ کرکے نظر
بُزرگی مین ہوتے ہین وہ نامور
کہا شیخ سعدی نے اے پُر ہُنر

		نہ پیچد سر از راستی ہوشمند کہ از راستی نام گردد بلند		
(۱۴۶)	جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب وہن کی ہے بو اُن کے مثلِ گلاب		نہیں اُن کے دل کو ذرا رنج و تاب جو پُوچھے تو سُن اے فراست مآب	
		بہ از راستی در جہان کار نیست کہ در گلبنِ راستی خار نیست		
(۱۴۷)	جو رکھتے ہیں یاں راستی کا شعار وہ ہوتے ہیں مقبولِ پروردگار		اُنھیں کا ہے عالم میں عزّ و وقار سمجھ کر یہی بات اے کامگار	
		دم از راستی گر زنی صُبح وار ز تاریکیِ جہل گیری کنار		
(۱۴۸)	جنھیں راستی کی خوش آئی ہے طیب جو ناراستی کے ہوا عنقریب		وہ ہیں گلشنِ صدق کے عندلیب سمجھ اُس کا انجام اے خوش نصیب	
		کسے را کہ ناراستی گشت کار کجا روزِ محشر شود رستگار		
(۱۴۹)	جو رکھتے ہیں یہاں راستی پر نگاہ بزرگی سے ہوتا ہے اُن کا نباہ		اُنھیں کی بہت لوگ کرتے ہیں چاہ جو ہے تو عقیل اور دانش پناہ	
		مزن دم بجز راستی زینہار کہ دارد فضیلت یمین بر یسار		
(۱۵۰)	رہے گا تو ناراستی میں اسیر یہاں اور وہاں ہوگی ذلّت کثیر		تو سب کی نگاہوں میں ہوگا حقیر اسی کو یقیں دل میں کر اے نظیر	
		ز ناراستی نیست کارے بتر		

کزو گم شود نام نیک اے پسر

در مذمّتِ دروغ

(۱۵۱)
جسے جھوٹھ کہتے ہیں اہلِ جہان
خرد کی ضیا کو ہے کرتا نہان
وہ سینے کی ہے تیرگی کا نشان
نہیں یاد کیا قولِ دانشوران

کسے را کہ گردد زبانِ دروغ
چراغِ دلش را نباشد فروغ

(۱۵۲)
کرے گا جو تو جھوٹھ کو اختیار
کرے گا نہ کوئی ترا اعتبار
طبیعت رہے گی الم سے فگار
یقین جان لے اس کو اے ہوشیار

ترا شرمساری نماید دروغ
بکاذب درِ غم کشاید دروغ

(۱۵۳)
اگر جھوٹھ بولے گا تو ہر زماں
کریں گے حذر تجھ سے اہلِ جہاں
تو ہوگا خجل سب میں تو اے میاں
ہمیشہ یقیں کر اسے میری جان

ز کذاب گیرد خردمند عار
کہ او را نیارد کسے در شمار

(۱۵۴)
جسے جھوٹھ رکھتا ہے کچھ شادماں
سراسر بدی اس کے ہے درمیاں
اُسے خوار کرتا ہے پھر ہر زماں
اگر اعتبار اپنا چاہے تو یاں

دروغ اے برادر مگو زینہار
کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

(۱۵۵)
جسے جھوٹھ ہوتا ہے یاں دلپذیر
نہیں اُس کی توقیر کرتے کبیر
وہ ہوتا ہے یاں منفعل اور حقیر
جو دیکھا تو سچ ہے یہی اے نظیر

دروغ آدمی را کند شرمسار

دروغ آدمی راکند بے وقار

در صنعتِ حق تعالیٰ شانہ

(۱۵۶) جہاں میں نئے رنگ کے ہیں چلن — عیاں ہے عجب طرز کی انجمن
تجھے دیکھنے ہیں جو طورِ زمن — تو چشمِ تامل سے اے یارِ من

نگہ کن درین گنبدِ زرنگار
کہ سقفش بود بے ستون استوار

(۱۵۷) کہیں باغ و بُستاں، کہیں نیستاں — کہیں کوہ و صحرا کہیں بحر و کاں
کہیں ہے بہار اور کہیں ہے خزاں — انھیں دیکھ کر پھر تو اے مہرباں

سراپردۂ چرخ گردندہ ہیں
دروشمعہاے فروزندہ ہیں

(۱۵۸) تامّل ذرا کر تو پھر اور ہیں — ہر اک وضع میں اور ہر اک طور ہیں
جو دیکھا تو ٹھہرا یہی غور ہیں — کہ کیا کیا ہیں نقشے عیاں دور ہیں

یکے پاسبان و یکے پادشاہ
یکے دادخواہ و یکے تاج خواہ

(۱۵۹) کہیں دعوتوں کی ہیں تیاریاں — نشاط و طرب کی ہوا داریاں
کہیں رنج و غم کی گرفتاریاں — غرض ہیں عجب کچھ نمو داریاں

یکے شادمان و یکے دردمند
یکے کامران و یکے مستمند

(۱۶۰) کہیں بیکسی اور کہیں دستگاہ — کہیں بے وقاری کہیں عزّ و جاہ
پڑے کیوں نہ حیرت میں جا کر نگاہ — غرض کچھ عجب یاں کی ہے رسم و راہ

یکے بر حصیر و یکے بر سریر

یکے در پلاس و یکے در حریر

(۱۶۱)
کہیں سختی و رنج سے ہائے ہے
کہیں محفلِ عیش پیراسے ہے
کہیں درد و اندوہ سے وائے ہے
عجائب تماشے کی یہ جائے ہے

یکے را غنا و یکے را عنا
یکے را بقا و یکے را فنا

(۱۶۲)
کہیں بے زری اور کہیں گنجِ زر
کہیں غمزدہ اور کہیں شاد تر
کہیں خامشی اور کہیں شور و شر
نئی طرح کا یاں کا دیکھا اثر

یکے بینوا و یکے مالدار
یکے نامراد و یکے کامگار

(۱۶۳)
کہیں صبحِ عشرت کہیں شامِ غم
کہیں مہربانی، کہیں ہے ستم
کہیں خرمی اور کہیں ہے الم
جہاں میں جہاں دیکھو یہ ہے بہم

یکے در تبسم یکے در عذاب
یکے در مشقت، یکے کامیاب

(۱۶۴)
کہیں شادمانی کہیں غم کشی
کہیں دل کی قوت، کہیں سست جی
کہیں کہنگی اور کہیں تازگی
غرض کچھ عجب طرح ہے یاں کی بھی

یکے تندرست و یکے ناتواں
یکے سالخوردہ و یکے نوجواں

(۱۶۵)
کہیں نرم وضعی کی چلتے ہیں راہ
کہیں لطف ہے اور کہیں ظلم و آہ
کہیں سخت گوئی کہیں مہر و چاہ
عجب ڈھب کی دیکھی ہے یہ بزم گاہ

یکے نیک خلق و یکے تند خوے
یکے بردبار و یکے جنگ جوے

(۱۶۶)
کہیں ہے ہدایت کہیں گمرہی — کہیں راستی اور کہیں کجروی
کہیں پارسائی کہیں مے کشی — جہاں میں عجب دھوم ہے مچ رہی
یکے در صواب و یکے در خطا
یکے در دعا و یکے در دغا

(۱۶۷)
کہیں ہے نشاط و طرب ہر زماں — بہارِ چمن نغمۂ بلبلاں
کہیں کلفتِ دل ہے رخ پر عیاں — کہاں تک کہوں یاں کی نیرنگیاں
یکے در گلستانِ راحت مقیم
یکے با غم و رنج و محنت ندیم

(۱۶۸)
کہیں بادۂ عیش ہے موج زن — پری زاد بیٹھے ہیں نازک بدن
کہیں رنج و غم سے لگی ہے لگن — غرض کچھ عجب ڈھب کی ہے انجمن
یکے را فروزند شمعِ طرب
یکے را زغم روزِ روشن چو شب

(۱۶۹)
کہیں شادکامی کے ہیں کاروبار — عیاں سیم و زر کے ہیں نقش و نگار
کہیں درد و غم سے ہے خاطر فگار — عجب طرز کے ہیں چلن آشکار
یکے را بروں رفتہ زاندازہ مال
یکے در غمِ نان و خرچِ عیال

(۱۷۰)
کہیں ہیں تر و تازگی کے نشاں — خوشی خرّمی قہقہے خوباں
کہیں رنج و افسردگی ہے عیاں — عجب ڈھب کا ہے آج رنگِ جہاں
یکے چوں گل از خرّمی خندہ زن
یکے را دل آزردہ خاطر حزن

(۱۷۱)
کہیں عزّ و اجلال ہے بیشمار — نمایاں ہے باغِ چمن کی بہار

	کہیں قیدِ غم سے ہے دل داغدار	جہاں میں عجب رنگ ہے آشکار

یکے در جہانِ جلالت امیر
یکے در کمندِ حوادث اسیر

(۱۷۱	کہیں پارسائی کا اقبال ہے کہیں طبع عصیاں کے دنبال ہے	عبادت سے ہر ایک خوش حال ہے غرض کچھ عجب یاں کا احوال ہے

یکے بستہ از بہرِ طاعت کمر
یکے در گُنہ بُرد عُمرے بسر

(۱۷۲	کہیں راہ ورسمِ مُناجات ہے کہیں بادہ و بنگ دن رات ہے	تلاوت ہے تقویٰ ہے طاعات ہے عجب آئینہ یاں طلسمات ہے

یکے را شب و روز مصحف بدست
یکے خُفتہ در کُنجِ میخانہ مست

(۱۷۴	کہیں علم کا ہو رہا ہے کمال کہیں ہیں جہالت کے دل میں خیال	معانی کی ہے بحث اور قیل وقال عجب رنگ کی ہے یہاں چال ڈھال

یکے عالم و مقبل و ہوشیار
یکے جاہل و مُدبر و شرمسار

(۱۷۵	کہیں تو شریعت کے اقرار ہیں کہیں منکری میں گرفتار ہیں	مسائل کی بحثیں ہیں تکرار ہیں عجب رنگ پر یاں کے اطوار ہیں

یکے بر درِ شرع مسمار وار
یکے در رہِ کُفر زُنّار دار

(۱۷۶	کہیں خواہشِ مُرشدِ رہنما کہیں فاجری مُرتدی ہے بپا	کہ ارشاد لاویں سب اُس کے بجا غرض یاں عجب رنگ ہے ہو رہا

یکے نیک کردار نیک اعتقاد
یکے غرق در بحرِ فسق و فساد

(۱۷۷) کہیں زور و قُوّت میں ہیں اُستوار
کہیں ضُعف سے چُپکے پھرتے ہیں زار
جہاں اُن سے ہوتے ہیں نت آشکار
عجب طرح کا یاں کا ہے کاروبار

یکے غازی و چابک و پہلواں
یکے بُزدل و سُست ترسندہ جاں

(۱۷۸) کہیں دین و ایماں سے ہیں نیک نام
کہیں ہیں گرفتارِ کفر و ظلام
حسابوں میں لکھتے ہیں دینار و دام
عجب طور کا یاں کا ہے انتظام

یکے کاتب اہل دیانت ضمیر
یکے دزد باطن کہ نامش دبیر

(۱۷۹) زمانے میں ہیں یہ بھی نیرنگیاں
اُنھیں دیکھ کر ہو نہ غافل میاں
کہیں کُچھ ہے ظاہر کہیں کُچھ عیاں
جو بھولا تو بھولا مگر مہرباں

ازیں پس مکن تکیہ بر روزگار
کہ ناگہ ز جانت بر آرد دمار

(۱۸۰) جو حشمت ترے پاس ہے بیشمار
نہیں اُس کے رہنے کا کُچھ اعتبار
تو اُس کا بھروسا نکر زینہار
اگر عقل ہے تُجھ کو اے ہوشیار

مکن تکیہ بر مُلک و جاہ و حشم
کہ پیش از تو بودست بعد از تو ہم

(۱۸۱) اگر ہے جہاں میں تو دارا نشاں
اگر ہے تو دانشور و کامراں
سپہ بھی بہت ہے ترے ہمعناں
نہو اُس پہ نازاں تو اے مہرباں

مکن تکیہ بر لشکرِ بعید و

کہ شاید زنصرت نیابی مدد

(۱۸۱)
اگر حکم اور ملک ہے بیشتر
یہ ہوتا ہے دم میں اِدھر سے اُدھر
تو ہر گز بھروسا تو اُس کا نہ کر
عجب کہ گیا سعدیِ نکتہ ور

مکن تکیہ بر ملک و فرماندہی
کہ ناگہ چو فرماں رسد جاں دہی

(۱۸۳)
اگر تجھ کو شوکت سے ہے احترام
جو کچھ عقل سے تجھ کو رہتا ہے کام
تو مغرور اُس پہ نہ ہو صبح و شام
تو زنہار اے صاحبِ احتشام

مکن شادمانی بجاہ و جلال
کہ بے خوفِ نقصاں نباشد کمال

(۱۸۴)
جہاں میں اگر تو ہے کشور ستاں
نہ ہو اس پہ مغرور ہر گز میاں
سب اسباب دولت کے ہیں تیرے یاں
اگر ہے تو دارا فشور و اہلِ شاں

مکن تکیہ بر ملک و تاج و لوا
کہ ناگہ در آید سپاہِ بلا

(۱۸۵)
جو آگے تھے یاں صاحبِ زیب و فر
نہیں استقامت کا اس جا اثر
کہاں ہیں وہ اب دل میں ٹک غور کر
تھے اگلے زمانے میں بھی جلوہ گر

با بادشاہانِ سلطاں نشاں
با پہلوانانِ کشور ستاں

(۱۸۶)
جہاں کا یہی ہے چلن اے جواں
ہوئی ہے بہاروں کی آخر خزاں
کہ رہتا نہیں یاں کوئی جاوداں
سوا اس کے تھے زیبِ باغِ جہاں

با ماہ رویانِ شمشاد قد
با نازنینانِ خورشید خد

(۱۸۷) عجب زیب و زینت سے تھے ہمقریں
کوئی مہر وش اور کوئی مہ جبیں
کہاتے تھے محبوب اور نازنیں
اسی طرح تھے زیبِ روئے زمیں

بسا نو عروسانِ آراستہ
با خوبرُویان نوخاستہ

(۱۸۸) ہیں اب جس طرح گلبدن نوجواں
یہی دلفریبی یہی شوخیاں
اسی طور آگے بھی تھی دلستاں
بصد ناز و انداز رہتے تھے یاں

با نامدار و با کامگار
با سرو قد و با گلعذار

(۱۸۹) وہ ایسا ہی رکھتے تھے حسن و جمال
بہت خوشنما اور شیریں مقال
کہ تھے گلشنِ ناز کے نونہال
کہوں کیا ہوا اُن کا انجامِ حال

کہ کردند پیراہنِ عُمر چاک
کشیدند سر در گریبانِ خاک

(۱۹۰) غرض ہوگئے ہیں وہ زیبا صنم
عجب شوخیاں اور طرزِ ستم
کہ تھے دامِ دل جنکی زُلفوں کے خم
کروں کیا بیاں اب میں باچشمِ نم

چناں خرمنِ عُمر شاں شد بباد
کہ ہرگز کسے زاں نشانے نداد

(۱۹۱) جہاں میں عیاں ہیں یہی کاروبار
زمانے کا ہرگز نہیں اعتبار
تو غفلت میں رہ کر نہ ہو شرمسار
جو کُچھ عقل ہے تجھ کو تو زینہار

منہ دل بریں منزلِ جانستاں
کہ در وے نہ بینی دِلے شادماں

(۱۹۲) جو دل کو لگاوے گا غفلت سے یاں
رہے گا الم میں بشور و فغاں

اگرچہ دل آویز ہے یہ مکاں
نہیں رہنے کا تو یہاں جاوداں

منہ دل بریں کاخِ خرّم ہوا
کہ ہے بارد از آسماں صد بلا

(۱۹۳) رہے گا جو غفلت میں یاں مبتلا
ندامت بھی کھینچے گا اسکے سوا
وہ پاوے گا ہر لحظہ رنج و عنا
اگر ہے تجھے عقل و فہمِ رسا

منہ دل بریں دیر کہنہ خراب
کہ خالی نباشد ز رنج و عذاب

(۱۹۴) جو غفلت ترے دل میں ہے جاگیر
لگیں گے طبیعت میں کلفت کے تیر
تو ہو گا کمندِ الم میں اسیر
جو آرام چاہے تو ہرگز نظیر

منہ دل بریں دیرِ ناپایدار
ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار

بابِ متفرقات

ذیل کی نظمیں متفرق طور پر بعد ترتیب کلیات ہاتھ آئیں لہذا خلاف ترتیب ذیل متفرقات میں درج کی جاتی ہیں

نظم نمبر ۲۱۹ خمسہ (بامِ وصال)

(۱)
ہمیشہ آکے وہ والا صفات کوٹھے پر
لگا رقیب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر
سخن کے گھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر
رہے جو شب کو ہم اُس گل کے سات کوٹھے پر
تو کیا بہار سے گزری ہے رات کوٹھے پر

(۲)
ادھر سے ساقی و مُطرب بھی ہو گئے یک جا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا
ادھر وہ یار، اُدھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
یہ دُھوم دھام رہی صبح تک، اہا ہا ہا!
کسی کی اُترے ہے جیسے برات کوٹھے پر

(۳)
حجاب دُور ہوا دورِ جام کی ٹھہری
بہت دنوں سے اسی بات کی تمنا تھی
لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دل میں بھری
مکاں جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
پٹے کے چلنے لگے پھر تو ہات کوٹھے پر

(۴)
یہ عیش سُن کے رقیبوں کے دل میں آگ لگی
اِدھر وہ یار، اُدھر ہم نے لاٹھی پاٹھی کی
تو چور بن کے چڑھے، اور مُنڈیر آ پکڑی
گرایا، شور کیا، گالیاں دیں، دھوم مچی
عجب طرح کی ہوئی واردات کوٹھے پر

(۵)
اکیلے بیٹھے ہو تم پُشتِ بام پر اس آن
ہمیں بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان

یہ بات پردہ ہی پردے میں سمجھیے اب پہچان | لکھیں ہم عیش کی تختی کو کس طرح اے جان؟

قلم زمین کے اوپر، دوات کوٹھے پر!

(۶) میاں یہ ہاتھ یہ ہم دل جواب لیے ہیں کھڑے | اور ایک بوسے کی قیمت پہ بیچتے ہیں گے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے | کمند زُلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجیے

یہ جنس یوں نہیں آنے کی ہات کوٹھے پر

(۷) کدھر چھپے ہو؟ ذرا مُنہ تو ہم کو دکھلاؤ | ہمارے حال کے اُوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سبھوں سے سنتے ہو، پھر اک سے کہتے ہو آؤ | خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ

ہمیں بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر

(۸) ہوا جو وصل میسّر بفضل ربّ قدیر | کنار و بوس کی آپس میں پھر ہوئی تدبیر
ہوئے جو عیش، تو کس کس کی اب کریں تقریر؟ | لپٹ کے سوئے جو اس گُل بدن کے ساتھ نظیر

تمام ہو گئیں حل مشکلات کوٹھے پر

(۲۰) ۲۔ قصیدہ

کاسۂ سر کی زبان اور انجام انسان کا بیان

کیا کہیں دُنیا میں ہم انسان یا حیوان تھے | خاک تھے کیا تھے، غرض اک آن کے مہمان تھے
رکھا تھا اپنا قبضہ غیر کی املاک پر | چھن گئی جس وقت تب سمجھے کہ ہم نادان تھے
غیر کی چیزیں چُرانی ہم بڑی سمجھے تھے عقل | غور سے دیکھا تو ہم بھی سخت بے ایمان تھے
ناگہاں اک استخواں پر جا پڑا اپنا قدم | کیا کہیں غفلت میں اُس دم ہم کو کیا کیا دھیان تھے
پاؤں پڑتے ہی مرے اُس استخواں نے آہ کی | اور کہا "غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے
دست و پا زانو، سر و گردن شکم پشت و کمر | دیکھنے کو آنکھیں اور سُننے کی خاطر کان تھے
ساعد و بینی جبیں، نقش و نگار و خط و خال | لعل و مروارید سے بہتر لب و دندان تھے

منتر رکھا تھا اپنا قبضہ غیر کی املاک پر [illegible]

رات کے سونے کو کیا کیا نرم و نازک تھے پلنگ　　بیٹھنے کو دن کے کیا کیا طاق اور ایوان تھے
لگ رہے تھے قہقہے، اور ہو رہے تھے چہچہے　　ساغر و ساقی صراحی عطر پھول اور پان تھے
لگ رہا تھا دل کہیں چنچل پری زادوں کے ساتھ　　کچھ کسی سے عہد تھے اور کچھ کہیں پیمان تھے
گل بدن اور گل عذاروں کے کنار و بوس سے　　کچھ نکالی تھی ہوس، اور کچھ ابھی ارمان تھے
ایک ہی چکر دیا ایسا اجل نے آن کر　　نے تو وہ ہم ہی رہے، نے عیش کے سامان تھے
ایسی بے دردی سے ہم پر پاؤں مت رکھ ای نظیر　　او میاں، ہم بھی کبھی تیری طرح انسان تھے

[illegible]

(۵) ۲۱۹- ترجیع بند

(۱)
تیرے لب لعل سے گل اندام　　ہے خمرتِ لعل حسرت انجام
گل برگ ہے غرقِ شبنمِ رشک　　دیکھے سے تیرا یہ لطفِ اندام
عارض سے خجل ہے عارضِ صبح　　کاکل سے خجل ہے کاکلِ شام
یہ حسن بکام دل کو پا کر　　رکھتا ہے غضب ہمیں تو ناکام
خوبی نے تجھے کیا ہے زیبا　　زیبندہ نہیں تجھے ہے یہ کام
اتنی بھی نہ کیجیے جفائیں　　جو خوبی پہ جس سے آئے الزام
دکھ پاکے تری تعدیوں سے　　ہم سخت بجاں ہیں، اے دل آرام

اب چھوڑ عتاب کی ادا کو
دے طول نہ رشتۂ جفا کو

(۲)
وہ گل ہے تو آج حسنِ ایجاد　　ہے گلشنِ حسن تجھ سے آباد
قامت کا ترے بیانِ خوبی　　کرتے ہیں چمن میں سرو و شمشاد
ہیں تیری ہوا کے ہم ہوا دار　　تو ہم کو الم سے کر نہ برباد
ہم دیکھ تجھے ہیں شاد ہوتے　　تو ہم کو کرے ہے غم سے ناشاد

یوں زلف میں تیری ہم پھنسے ہیں
ہو دل سے فدا جو اپنے اُوپر
تیرا ہے نظیر جان و دل سے

ہو دام میں جیسے صید صیّاد
اتنی نہیں کرتے اُس پہ بیداد
سُن عرض یہ اُس کی اے پری زاد

اب چھوڑ عتاب کی ادا کو
دے طول نہ رشتۂ جفا کو

(۱۰۲) مسدّس بھونچال

(۱)
بھونچال کا جو حق نے یہ نقشہ جما دیا
روشن دلوں کو نورِ نظر کا بڑھا دیا
قُدرت کا اپنی زور جہاں کو دکھا دیا
غفلت زدوں کو مار کے ٹھوکر جگا دیا

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھمبا دیا

(۲)
سنہ بارہ سو اٹھارہ میں یہ واردات تھی
دن بُدھ کا جمعرات کی وہ آدھی رات تھی
اول جمادی بارھویں تاریخ سات تھی
بھونچال کیا تھا قُدرتِ حق کی یہ بات تھی

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھمبا دیا

(۳)
اجزائے ارض قاف سے تا قاف ہل پڑے
انسان گھر سے دشت سے وحشی نکل پڑے
اجگر اٹل اجل کے کلیجے نکل پڑے
طائر بھی آشیانوں میں اپنے اُچھل پڑے

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھمبا دیا

(۴)
گڑھ کوٹ قلعہ روئے زمیں پر ڈھل گئے
سنگیں مکاں محل جو بنے تھے سو گل گئے
کانپیں اُنگلیں، بُرج کے کنگورے ہل گئے
اینٹوں کے زہرے پھٹ گئے پتھر پگھل گئے

حاشیہ: بین / جنگل و صحرا

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۵)
باہم کواڑ لڑ پڑے زنجیریں ہل گئیں
چھجے ستون کانپے منڈیریں ڈھل گئیں
کڑیاں کڑک کڑک کے چھتوں سے نکل گئیں
دیواریں جھوم جھوم کے پنکھے سے جھل گئیں

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۶)
لرزے میں آکے ڈالیاں نخلوں کی ہل گئیں
تھرا کے گاؤ و ماہی کی چولیں اُسل گئیں
دہشت سے چل بچل ہو جڑیں بھی کُھل گئیں
جل تھل کے ہوش اُڑ گئے میخیں نکل گئیں

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۷)
قُدرت کی تیغ کی ہے یہ کچھ آب دَردری
دارائی کام آئی نہ کچھ یاں سکندری
کھنچتے ہی سب کے پڑ گئی سینوں میں تھرتھری
اک دم میں تھرتھرا گئی سب خشکی و تری

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۸)
بھونچال کی دھمک کا وہ سنتے ہی کھڑکھڑا
اوروں کے دل کی کیا کہوں جانے وہی خدا
جی دھک سے تن میں ہو گیا اور دم نکل گیا
پریں تو جانا صور سرافیل پھک گیا

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۹)
ہیبت کے مارے پہلے تو دل ہو گیا دونیم
پھر قدرتوں کی شان کی دیکھ اب اُمید و بیم
جب تھم گیا تو ہو گیا پھر وہ وہی مستقیم
سر کو جھکا کے میں نے کہا ووں ہی یا کریم

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا

اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۰) بھونچال میں کہاں تھا یہ نقشہ مجال کا
اک پل میں یوں بڑھا دیا شعبہ جبال کا
سب حکم تھا یہ حضرتِ ایزد تعال کا
اک دم میں پھر گھٹا دیا نقشہ خیال کا　　مستعان

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۱) بھونچال کا تو کہنے کی خاطر ہی نام تھا
احکام ذوالمنن کا جہاں اہتمام تھا
یہ زور و شور اَور کی قدرت کا کام تھا
یہ لرزہ تو وہاں کا اک ادنے غلام تھا

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۲) دستِ قضا کی انگلی کی چھوٹی یہ پور ہے
بھونچال کا تو یارو یہ ادنے سا شور ہے
ہلنے سے جس کے کانپا ہر اک مار و مور ہے
سو درجہ اس سے اُس کی تو قدرت میں زور ہے

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۳) بھونچال کے توہم کو خیالاتِ خام تھے
تھا ڈول تو وہی کہ نہ خاص اور نہ عام تھے
یہ چھوڑنے یہ روکنے قدرت کے کام تھے
رحم آگیا وگرنہ وہیں سب تمام تھے

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۴) سجدے کرو خدا کے تئیں یارو دمبدم
باقی تو کچھ رہی نہ تھی پر تھم گئے قدم
آخر کریم تھا تو کیا اس نے پھر کرم
ورنہ اسی گھڑی میں نہ پھر تم تھے اور نہ ہم

دریا و کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۵)
بھونچال کیا وہ چاہے تو اک پل کے مارتے
اُڑنے لگیں پہاڑ روئی کی طرح پڑے
کر ڈالے آسمان و زمیں کو اُوپر تلے
قادر قدیر دم میں جو کچھ چاہے سو کرے

دریاؤ کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۶)
محکوم سب ہیں اُس کے، ہے حاکم وہی اَکہ
جب اُس کا حکم آوے تو ہو کون سدِّ راہ
تابع ہیں اُس کے حکم کے ماہی سے تا بہ ماہ
کیا حکم ہے، عزیزو، ذرا دیکھو، واہ واہ

دریاؤ کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا

(۱۷)
حاکم وہی، حکیم وہی، حق وہی کبیر
مالک وہی، ملک وہی، قادر وہی قدیر
خالق وہی، خدا وہی، دانا وہی خبیر
قدرت کا اُس کی ایک یہ شمہ تھا اے نظیر

دریاؤ کوہ و شہر و جنگل سب ہلا دیا
اک آن میں ہلا دیا اور پھر تھنبا دیا